ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
6 تا 12 دسمبر 2001ء

☆افغانستان — جھلسا ہوا جسد اور زندہ روح (اداریہ)

☆پاکستانی اور عرب مجاہدین کا خون رائیگاں نہیں جائے گا (منبر و محراب)

☆دفاعِ افغانستان و پاکستان کونسل کی خدمت میں! (خصوصی مضمون)

نمازِ تراویح کے دوران سورۂ روم کی پہلی پانچ آیات

سے گزرتے ہوئے افغانستان اور پاکستان کے موجودہ اور مستقبل قریب کے حالات کی جانب ذہن منتقل ہوا اور دل سے دُعا نکلی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور افغانستان کے مستقبل کو بھی ''فِیۡہِ ذِکۡرُکُمۡ'' (الانبیاء: ۱۰) کی رو سے ان آیات کے مطابق بنا دے:

''الف لام میم o رومی مغلوب ہو گئے ہیں o قریب کی سرزمین (یعنی شام) میں o اور وہ اپنی حالیہ مغلوبیت کے بعد عنقریب دوبارہ غالب آ جائیں گے o چند ہی سالوں میں کل اختیار اللہ ہی کا ہے، پہلے بھی اور بعد میں بھی، اور اس دن اہل ایمان بھی (غزوۂ بدر کی فتح پر) خوشیاں منا رہے ہوں گے o اللہ کی مدد سے، وہ مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے، اور وہ زبردست بھی ہے اور رحم فرمانے والا بھی o''

ہمارے پڑوسی ملک (افغانستان) میں بھی طالبان فی الوقت مغلوب ہو گئے ہیں لیکن اللہ کرے کہ وہ بھی جلد ہی یعنی چند ہی سالوں میں دوبارہ غالب آ جائیں، اور اس وقت تک اللہ کے فضل و کرم اور اس کی تائید و نصرت سے پاکستان میں بھی اسلامی انقلاب تکمیلی مراحل میں داخل ہو چکا ہو۔ تاکہ صحابہ کرامؓ کی طرح ہمیں بھی دوہری خوشی حاصل ہو سکے!!

''وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیۡزٍ''

کے مطابق یہ حسین منظر نامہ اللہ کی قدرت کاملہ سے تو ہرگز بعید نہیں — البتہ اب ہم پاکستانی مسلمانوں کو خاص طور پر کمر کسنی ہو گی تاکہ ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ؕ وَ الَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ﴾ (الفتح: ۲۹) کے طریقِ کار کے مطابق جدوجہد کے لئے تن من دھن وقف کر دیں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

خادم قرآن و اسلام **ڈاکٹر اسرار احمد** امیر تنظیم اسلامی

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿ قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنۡ لَّنَا مَا هِیَ ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوۡلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكۡرٌ ؕ عَوَانٌۢ بَیۡنَ ذٰلِکَ ؕ فَافۡعَلُوۡا مَا تُؤۡمَرُوۡنَ ۝ قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنۡ لَّنَا مَا لَوۡنُهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوۡلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفۡرَآءُ ۙ فَاقِعٌ لَّوۡنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِیۡنَ ۝ قَالُوا ادۡعُ لَنَا رَبَّکَ یُبَیِّنۡ لَّنَا مَا هِیَ ۙ اِنَّ الۡبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَیۡنَا ؕ وَاِنَّاۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهۡتَدُوۡنَ ۝ قَالَ اِنَّهٗ یَقُوۡلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوۡلٌ تُثِیۡرُ الۡاَرۡضَ وَلَا تَسۡقِی الۡحَرۡثَ ۚ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِیَةَ فِیۡهَا ؕ قَالُوا الۡـٰٔنَ جِئۡتَ بِالۡحَقِّ ؕ فَذَبَحُوۡهَا وَمَا کَادُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ۝ ﴾ (آیات : ۶۸ تا ۷۱)

''(بنی اسرائیل نے) کہا' اپنے رب سے دعا کرو کہ واضح کرے وہ (گائے) کیسی ہو! (حضرت موسیٰؑ نے) کہا' (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے کہ وہ ایسی گائے ہو جو نہ تو بوڑھی ہو اور نہ بچھیا ہو (بلکہ) اس کے بین بین ہو' پس اب وہ (کام) کر گزرو جس کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے۔ (بنی اسرائیل نے) کہا' اپنے رب سے دعا کرو کہ واضح کرے اس کا رنگ کیسا ہو! (حضرت موسیٰؑ نے) کہا' بے شک وہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے کہ وہ گائے زرد رنگ کی ہونی چاہئے' وہ بہت شوخ رنگ ہو جو دیکھنے والوں کو بھلا لگے۔ (بنی اسرائیل نے) کہا' اپنے رب سے دعا کرو کہ واضح کرے وہ (گائے کی) کون سی قسم چاہتا ہے' یہ گائے کا معاملہ ہمارے لئے مشتبہ سا ہو گیا ہے اور آپ ہم پر کوئی شک نہ کریں' ان شاء اللہ ہم ہدایت پانے والوں میں سے ہوں گے۔ (حضرت موسیٰؑ نے) کہا' (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے یہ ایسی گائے ہونی چاہئے جسے زمین میں کاشت کاری کے لئے ہل میں اور کھیتی کو پانی دینے کے لئے رہٹ میں جوتا نہ جاتا ہو' وہ بے عیب ہو' اس پر کوئی داغ نہیں ہونا چاہئے۔ (بنی اسرائیل نے) کہا' اب آپ لائے ہیں ٹھیک بات' تو پھر انہوں نے (اس گائے کو) ذبح کر ہی دیا۔ اور لگتا نہیں تھا کہ وہ یہ کر گزریں گے۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کا یہ حکم پہنچایا کہ وہ گائے کو ذبح کریں تو انہوں نے اس پر فوری طور پر عمل درآمد کرنے کی بجائے گا[ئے] کی ظاہری ہیئت اور اس کی نوع کے بارے میں بے سروپا سوالات کرنے شروع کر دیئے۔ دراصل اس قوم کے اندر بے عملی اور ہر بات میں مین میخ نکالنے اور ا[سے] توڑنے مروڑنے کی عادت پختہ ہو چکی تھی جس کے تحت وہ احکام الٰہی کو بھی بلا چون و چرا تسلیم کرنے کی بجائے لیت و لعل سے کام لیتے تھے۔ چنانچہ گائے کی قربانی کے ضمن میں انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سب سے پہلا سوال اس کی عمر کی بابت کیا۔ جب انہیں بتایا گیا کہ وہ درمیانی عمر کی ہو تو انہوں نے اس کی رنگت دریافت کی۔ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ وہ شوخ زرد رنگ کی ہونی چاہئے جو لوگوں کو اچھا اور خوبصورت لگے۔ اس پر بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم گائے کی قسم کے حوالے سے شبہ کا شکار ہیں لہٰذا اس بارے میں وضاحت کی جائے' جب بات بالکل واضح ہو جائے گی تو پھر ہم اس حکم پر ضرور عمل کریں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ ایسی گائے ہونی چاہئے جس سے دنیا میں کوئی کام نہ لیا جاتا ہو یعنی نہ تو اس کے ذریعے زمین میں ہل چلایا جاتا ہو اور نہ ہی وہ کھیتی کو سیراب کرنے کے لئے رہٹ میں استعمال ہوتی ہو۔ مزید یہ کہ اس کا پورا جسم ہر قسم کے عیب اور کسی بھی قسم کے داغ سے پاک ہونا چاہئے۔ یوں اس سوال و جواب کے ذریعے بنی اسرائیل نے گائے کے اس تصور کو خود ہی معین کرا لیا جو ان کے ہاں سب سے زیادہ مقدس سمجھا جاتا تھا۔ بالآخر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اب آپ نے بات مکمل طور پر بیان کر دی ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کے باوجود کہ گائے کو ذبح کرنے پر ان کی طبیعت آمادہ نہیں تھی' انہیں اللہ کے اس حکم کے آگے سر جھکانا ہی پڑا۔

☆ ☆ ☆

شریعت کے باغی حکمران کی اطاعت نہیں ہوگی

عَنۡ عُبَادَةَ ابۡنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ : ((سَیَلِیۡکُمۡ اُمَرَآءُ بَعۡدِیۡ یَعۡرِفُوۡنَکُمۡ مَا تُنۡکِرُوۡنَ وَیُنۡکِرُوۡنَ عَلَیۡکُمۡ مَا تَعۡرِفُوۡنَ فَمَنۡ اَدۡرَکَ ذٰلِکَ مِنۡکُمۡ' فَلَا طَاعَةَ لِمَنۡ عَصَی اللّٰهَ)) [اَخۡرَجَهُ الۡحَاکِمُ]

حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب تم پر میرے بعد وہ امراء والی بنیں گے جو ان چیزوں کو معروف اور عام کریں گے جنہیں تم منکر گردانتے ہو اور ان چیزوں سے تم کو منع کریں گے جن کو تم معروف سمجھتے ہو تو جو شخص ایسے حالات سے دوچار ہو تو جان لے جو اللہ کا نافرمان ہو اس کی اطاعت نہیں کی جاتی''۔

آج اگر ہم جائزہ لیں تو پوری امت مسلمہ پر اِلّا ماشاء اللہ ایسے ہی حکمران مسلط ہیں جو معروف کو منکر بنا رہے ہیں اور منکر کو معروف۔ فحاشی اور مغربی معاشرت کو عا[م] کرنے پر کتنا وقت اور سرمایہ صرف ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حدود کا کس طرح انکار کیا جا رہا ہے۔ اسلام کے لئے غیرت و حمیت کا جنازہ نکال دیا گیا ہے اور کفر کی غلا[می] میں عزت و عافیت سمجھی جا رہی ہے۔ اب کون سا وہ وقت آئے گا جب ایسے حکمرانوں سے گلو خلاصی کے لئے اور دین حق کے قیام و نفاذ کی خاطر اللہ کی راہ میں نکلنا ہوگا۔ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے دین کے طور پر پسند کیا ہے لیکن ہم اسے صرف نام کی حد تک اختیار کرنے کو تیار ہیں اور پوری زندگی طاغوت کی پیروی میں گزارنے پر راضی ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک جانب پاکستان کو اسلام کا قلعہ قرار دیا ہوا ہے اور دوسری طرف یہاں سود تک کو جائز دینے اور فحاشی و بے حیائی جیسے کبی[رہ] گناہ کو پھیلانے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تحریک خلافت پاکستان کا نقیب

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

جلد 10 شمارہ 46

6 تا 12 دسمبر 2001ء

(۲۰ تا ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ)

بانی : اقتدار احمد مرحوم

مدیر : حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خراسانی

معاونین: مرزا ایوب بیگ ' سردار اعوان
محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت : شیخ رحیم الدین

پبلشر: اسعد احمد مختار ' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ' ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 03-5869501 فیکس: 5834000
E-Mail:anjuman@tanzeem.org
Website:www.tanzeem.org

قیمت فی شمارہ : 5 روپے
سالانہ زرتعاون :
اندرون ملک...... 250 روپے
بیرون پاکستان:
☆ یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ
........1500 روپے
☆ امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ
........2200 روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

افغانستان ـــــ جھلسا ہوا جسد اور زندہ روح

حالیہ افغان بحران کے دوران طالبان مخالف عالمی اتحاد کا حصہ بننے کے فیصلے کی حمایت کرنے والا طبقہ خواہ حکومتی ہو یا غیر حکومتی' خواہ وہ میدان سیاست کے کھلاڑی ہوں یا قلم کار سب اپنی تحریر و تقریر سے یہ ثابت کرنے کی کوشش میں زور صرف کر رہے ہیں کہ یہ فیصلہ بالکل درست اور نفع بخش رہا ہے۔ اس لئے کہ جمہوریت کو اپنے ایمان کا جز قرار دینے والا مغرب ایک فوجی حکمران کی بلائیں لے رہا ہے' پاکستان پر ڈالروں کی بارش ہو رہی ہے' قرضے ری شیڈول ہو رہے ہیں۔ پھر یہ کہ دنیا بھر کے صدور اور وزراء اعظم پاکستان آنے کے لئے لائن میں لگے ہوئے ہیں۔ پاکستان دہشت گردی کے خلاف عالمی اتحاد کا حصہ بن کر دنیا کی آنکھ کا تارا بن گیا ہے اور اس کے وقار میں عالمی سطح پر یکلخت اضافہ ہو گیا ہے۔ ایران کی جس دوستی سے ہم طالبان کی وجہ سے محروم ہو گئے تھے' وہ پھر ہمیں حاصل ہو گئی ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس کے ساتھ ساتھ مذہبی عناصر اور انتہا پسندوں کے لتے لئے جا رہے ہیں۔ حکومت مسجد و منبر کے محافظوں اور دینی مدارس میں تیار ہونے والے روبوٹس کے خلاف بڑا کریک ڈاؤن کرنے کی تیاری میں مصروف ہے اور سیکولر دانشور طبقہ رجعت پسندوں کو افغانستان کی تباہی سے عبرت حاصل کرنے اور ''ہوش'' کے ناخن لینے کی نصیحتیں کر رہا ہے۔ ایک بات بڑا زور دے کر کہی جا رہی ہے کہ مسلمان بغیر مناسب قوت کے جنگ میں کود جاتا ہے' پھر اپنی شکست اور مسلمانوں کے قتل عام پر نوحے کہنے اور مجالس عزا منعقد کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ان حضرات کی نیت اور خلوص و اخلاص پر رتی بھر شک کئے بغیر بعض حقائق ہم ان کی خدمت میں بغرض غور و فکر پیش کرنا چاہتے ہیں۔

اس آخری بات سے ایک حد تک اتفاق کرنے کے باوجود کہ بغیر مناسب قوت کے جنگ میں کودنا حکمت کے خلاف ہے' ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ درحقیقت ہمارے اس سیکولر دانشور طبقہ کی سوچ بڑی محدود اور سطحی ہے۔ مثلاً ان کا کہنا ہے کہ کیا حرج تھا اگر ایک شخص اسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کر دیا جاتا تو افغانستان اس خوفناک تباہی سے بچ سکتا تھا۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ امریکہ ۱۱ ستمبر سے بہت پہلے افغانستان پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ اس کی واشگاف الفاظ میں گواہی جناب نیاز اے نائیک دے چکے ہیں کہ یہ امریکہ کا طے شدہ پروگرام تھا۔ اس امر کی گواہی اس بات سے بھی ملتی ہے کہ جب ملا عمر مجاہد کی طلب کردہ افغان شوریٰ نے اسامہ بن لادن کو رضا کارانہ طور پر افغانستان چھوڑنے کا کہہ کر لچک کا اشارہ دیا تھا تو وہائٹ ہاؤس نے بغیر وقت ضائع کئے فوری طور پر یہ پیشکش مسترد کر دی اور اس خوف سے کہیں طالبان اسامہ کو امریکہ کے حوالے کرنے پر تیار نہ ہو جائیں ایسی ناروا شرائط کا اضافہ کر دیا جو غیرت و حمیت کی حامل کوئی حکومت کبھی قبول نہیں کر سکتی ـــــ ایسی شرائط جن سے ان کی آزادی اور خودمختاری مذاق بن جاتی۔ اسامہ چونکہ اصل مسئلہ نہیں تھا اور امریکہ کو افغانستان پر کسی نہ کسی عذر کی بنا پر حملہ کرنا ہی تھا لہٰذا مطالبات اور شرائط کا یہ سلسلہ شیطان کی آنت کی طرح یقینی طور پر بڑھتا ہی چلا جاتا۔ ہمارے اس دانشور طبقہ کو باریک بینی سے جائزہ لینا چاہئے کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ عالمی سطح پر رائج وہ سرمایہ دارانہ نظام جسے یہودی کنٹرول کر رہا ہے' ہر اس نظریہ کو تہہ و بالا کر دینا چاہتا ہے جس میں کبھی اور کسی طرح بھی ایک نظام بننے کے امکانات موجود ہوں۔ لہٰذا امریکہ کے ذریعے پہلے مسلمانوں کو ساتھ ملا کر اشتراکیت کا تیا پانچہ کیا گیا اور اب اشتراکیت کی باقیات کو مفادات کا لالچ دے کر اسلام کی بیخ کنی کرنے کی ٹھان لی گئی ہے۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ امریکہ اگر واقعتاً سیکولرازم کا علمبردار ہے اور مذہبی انتہا پسندی کو دنیا اور عالمی امن کے لئے خطرہ سمجھتا ہے تو اسے سب سے پہلے بھارت کے خلاف کارروائی کرنا چاہئے تھی جہاں مذہبی انتہا پسندوں کی حکومت قائم ہے۔ جہاں دنیا میں سب سے زیادہ مذہبی فسادات ہوتے ہیں۔ جہاں مسلمانوں کی تاریخی بابری مسجد شہید کر دی گئی' جہاں ہندو انتہا پسندوں کے ہاتھوں کسی مذہب کی عبادت گاہ محفوظ نہیں۔ سکھوں کے مقدس مقام دربار صاحب پر جو بیتی' وہ کس سے پوشیدہ ہے۔ یہ وہی بھارت ہے جہاں امریکہ کے ہم مذہب عیسائیوں پر

گزشتہ چند سالوں میں وہ ظلم توڑے گئے ہیں کہ اس کی مثال کم از کم ماضی قریب میں نہیں ملتی۔ پادریوں اور راہباؤں کو زندہ جلا دیا گیا' کئی ایک کو زندہ دفن کر دیا گیا۔ کیا بھارت کے خلاف کسی ایکشن کے لئے کشمیر میں ہونے والے بے مثل اور بدترین ظلم کو جواز نہیں بنایا جا سکتا تھا! کشمیر میں تو بھارت کا جمہوری چہرہ بھی بے نقاب ہو چکا ہے۔ سوچئے کہ افغانستان میں اپنائے گئے طالبان کے قواعد و ضوابط زیادہ آمرانہ تھے یا پوٹو (POTO) جو امریکہ کے فطری حلیف بھارت نے نافذ کیا ہے۔ پھر کیا سبب ہے کہ بھارت اس سب کے باوجود بھی امریکہ کا دوست اور ممدوح ملک ہے اور سارے فساد کی جڑ طالبان ہی ٹھہرے جنہوں نے افغانستان میں مثالی امن قائم کر کے دکھایا۔

یہاں ایک اور بات کی طرف اپنے ذہن کو منتقل کریں۔ عالمی اتحاد کا حصہ بننے پر جنرل مشرف پر تحسین کی بارش ہو رہی ہے اور آفرین کے ڈونگرے برسائے جا رہے ہیں' ان کے جرأت مندانہ فیصلے پر داد دی جا رہی ہے لیکن اس کے صلے میں ہمیں اقتصادی امداد کا ایک ایسا لولی پاپ دیا گیا ہے جو فوری اور عارضی طور پر اگرچہ فائدہ مند دکھائی دے گا لیکن مستقبل میں اور دور رس نتائج کے اعتبار سے ہمارے لئے عذاب کا باعث رہے گا بلکہ خاکم بدہن ہماری آزادی کی موت کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ ہمیں بتایا گیا کہ آئی ایم ایف کے قرضے معاف نہیں کئے جا سکتے کیونکہ یہ کسی ایک ملک کے نہیں ہوتے لیکن جاپان نے اپنے ۵/ارب ڈالر اور امریکہ نے اپنے ۳/ارب ڈالر بھی معاف کرنے سے انکار کر دیا (حالانکہ اسی امریکہ نے خلیج کی جنگ کے دوران مصر کے قرضے معاف کئے تھے۔ یہاں کہا جا سکتا ہے کہ مصر بھی تو اسلامی ملک ہے ۔جی ہاں وہ ہمیں مصر کی سطح پر لانا چاہتا ہے۔ ایٹمی صلاحیت سے کوسوں دور اور نماز روزہ تک محدود اسلام' بلکہ اس سے بھی آگے ترکی کی سطح پر' جس کے بارے میں تفصیل میں جانے سے دل خون کے آنسو روتا ہے)۔ بالفاظ دیگر ہمیں اتنی آکسیجن دی گئی ہے جس سے ہم اس وقت تک زندہ رہیں جب تک ہمیں ان کے کام آنا ہے۔ ہمیں ایف ۱۶ دینے سے انکار کیا گیا ہے یہاں تک کہ فالتو پرزے دینے سے بھی انکار کر دیا گیا —— اور وہ بھارت جہاں مذہبی انتہا پسندی اپنے بدترین عروج پر ہے' اس کے ساتھ اخباری اطلاعات کے مطابق فقید المثال فوجی تعاون بلکہ فوجی اشتراک کیا جا رہا ہے۔ بھارت کے ساتھ امریکہ کا یہ فوجی تعاون اور اشتراک طویل المدتی ہوگا۔ ہمارے دانشور اور سیکولر دوستوں کو علم ہونا چاہئے کہ بھارت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ایک اسلام دشمن ملک ہے اور وہ کسی ایسے نظریئے کا حامل نہیں ہے جو کل کلاں ایک نظام کی صورت اختیار کر کے سرمایہ داری نظام کا حریف بن سکے۔

یہ بات بھی سمجھ لینی چاہئے کہ شکنجہ یہود میں جکڑی ہوئی مغربی عیسائی دنیا اگرچہ ہماری طرح بات بات پر مذہب کا نام نہیں لیتی اور مذہب کو نجی معاملہ قرار دیتی ہے لیکن اندر سے کسی قدر متعصب مذہبی ہے۔ چنانچہ یہ اسی کا مظہر ہے کہ صدیوں بعد فرانسیسی جرنیل صلاح الدین ایوبی کی قبر پر جاتا ہے اور اسے ٹھوکر مار کر حقارت سے کہتا ہے کہ اٹھو صلی ہم آگئے ہیں' بش کی زبان پر بے اختیار کروسیڈ کا لفظ آتا ہے' ٹونی بلیئر افغانستان کے خلاف جنگ میں مذہبی فریضہ سمجھ کر حصہ لیتا ہے۔ ہمارے دانشوروں کو یہ بات سمجھنی چاہئے کہ عیسائی طاقتوں کی جانب سے صلیبی جنگ شروع ہو چکی ہے۔ آلات مختلف ہیں' انداز مختلف ہیں اور طریقہ واردات مختلف ہے۔ وہ مسلمانوں کا وہی حشر کرنا چاہتے ہیں جو کبھی سپین میں ہوا تھا۔ آج کی دنیا میں اگر وہ جسمانی طور پر ممکن نہیں تو نظریاتی سطح پر ہی سہی۔ پسپائی در پسپائی نہیں' مزاحمت اس کا علاج ہے۔ زمین میں جذب ہونے والا خون ہی وہ قوت پیدا کرے گا جس کی ضرورت آج آپ اور میں محسوس کرتے ہیں۔ خون دیئے بغیر قوت کا حصول ممکن نہیں۔

انہیں سمجھنا چاہئے کہ ۷/اکتوبر کو امریکہ نے غرور اور طاقت کے نشے میں سرشار ہو کر بے سروسامان افغانستان پر حملہ کیا لیکن طالبان نے افغانستان کے جسم کو آگ میں جھونک کر افغانستان کی روح کو بچا لیا۔ یہ زندہ روح ان شاء اللہ افغانستان کے جھلسے ہوئے جسد کو کچھ عرصے بعد ان شاء اللہ پھر گلزار بنا دے گی۔ جبکہ ہماری موقع پرستی اور لالچ نے پاکستان کے جسد کو بچا لیا لیکن ہماری روح کو کچل کر رکھ دیا۔ ہمارا احساس ہے کہ یہ روح کچلے جانے سے نڈھال ہے' زخمی ہے' سسک رہی ہے' تڑپ رہی ہے لیکن اس نے ابھی دم نہیں توڑا۔ اب مذہبی جماعتوں خصوصاً قیادتوں پر بہت بھاری ذمہ داری آن پڑی ہے کہ وہ فروعی اختلافات کو دفن کر کے ذاتیات سے بلند ہو کر' قیادت و سیادت کے چکروں سے نکل کر خالصتاً اللہ کے دین کی سرفرازی کے لئے متحدہ کوششیں کریں اور اس طرح اس روح کے احیاء کا سامان کریں۔ بہرصورت کامیابی ان کے قدم چومے گی —— پاکستان میں اسلامی نظام نافذ ہو گیا تب بھی اور طالبان کی طرح گردنیں کٹوا کر اگر زندہ جاوید ہو گئے تب بھی!

نامے میرے نام

پاکستان کو روپے کی قیمت چاندی سے منسلک کر دینی چاہئے

محترم ڈاکٹر صاحب!

السلام علیکم

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ آپ نے سود ختم کرانے کی بہت کوشش کی مگر کچھ نہیں ہوا' نہ امید ہے کیونکہ تمام دنیا کا چلن یہ ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ ایک کنواں پیشاب سے بھرا ہوا ہے اور آپ پاک پانی پینا چاہتے ہیں۔ علاوہ ازیں پاکستان برطانیہ کی غلامی سے نکل کر امریکہ کی غلامی میں چلا گیا اور اس کے اشارے پر چل رہا ہے۔

میں ایک اور بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ ہے کرنسی کی قیمت۔ اجناس کے آسان تبادلے کے لئے کرنسی ایجاد ہوئی اور وہ ایک ناپ بنی۔ لیکن ۱۹۷۰ء سے اس ناپ کو ختم کر دیا گیا۔ پہلے امریکہ نے کیا' پھر باقی ملکوں نے کیا اور سب سے بڑا ظلم یہ ہوا کہ بے قیمت ڈالر کو بین الاقوامی سکہ مان لیا گیا۔ ہر چیز کا ناپ ہوتا ہے' گرمی اور بجلی کا ناپ بھی ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ گز آج ۳۶ انچ کا ہو' کل وہ ۳۰ انچ کا ہو جائے' پرسوں ۳۲ انچ کا ہو جائے۔ پھر تو درست سودے بازی ہو ہی نہیں سکتی' مگر سکے کے ساتھ یہی ہو رہا ہے۔ اسے عام جنس (Commodity) بنا دیا گیا ہے۔ ڈالر جو کبھی چار روپے کا تھا' اب ۶۰/۷۰ روپے کا ہو گیا ہے اور اسے تبادلے کا سکہ بنانے پر ہم مجبور ہیں اور ہمارے کارکردگان وہ ہیں کہ پچھلے دنوں سٹیٹ بنک کے گورنر نے کہا کہ ڈالر مہنگا کرنے کے لئے حکومت ڈالر خریدے گی۔

ان حالات میں میری تجویز ہے کہ پاکستان جرأت رندانہ سے کام لے کر روپے کی قیمت چاندی سے منسلک کرے (سونا سب یہود کے قبضے میں ہے) اور پھر اسی نسبت سے باقی ممالک سے تبادلے کے نرخ مقرر کرے۔ امریکی ڈالر کو بین الاقوامی سکہ ماننے سے انکار کر دے۔ ہر ملک سے براہ راست کاروبار کرے۔ امید ہے آپ اس نکتے کے حق میں آواز اٹھائیں گے۔

والسلام

لفٹیننٹ کرنل محمد ایوب خان

لاہور کینٹ

افغانستان میں پاکستانی اور عرب مجاہدین کا خون رائیگاں نہیں جائے گا

امریکہ اسلام کو ایک نظام' تمدن اور تہذیب کی حیثیت سے قبول کرنے کو تیار نہیں

امریکہ کے نزدیک ہر وہ مسلمان دہشت گرد ہے جو اسلام کو مکمل ضابطہ حیات سمجھتا اور اس کا غلبہ چاہتا ہے

موجودہ حالات میں بحالیٔ جمہوریت کی تحریک چلانے کی کوئی کوشش ملک کو عدم استحکام سے دوچار کر سکتی ہے

حضورؐ کی سیرت مطہرہ میں کئی واقعات ایسے ہیں جہاں مسلمانوں کی مدد کے لئے کوئی معجزہ رونما نہیں ہوا

طالبان ایشو پر تمام دینی جماعتوں اور مختلف مکتبہ ہائے فکر کا متفق ہو جانا انتہائی مبارک ہے

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۳۰ نومبر کے خطاب جمعہ کی تلخیص

گزشتہ ہفتہ کے دوران افغانستان میں حالات بڑے خراب ہوئے۔ قندوز میں بڑے پیمانے پر خون ریزی ہوئی۔ جن لوگوں نے سرنڈر کیا' انہیں مزار شریف کے نزدیک ایک قلعہ جھنگی میں لے جا کر وحشیانہ طور قتل کیا گیا ہے۔ قندھار میں بمباری ہو رہی ہے۔ امریکی کمانڈوز اور فوجی اب بڑی تعداد میں افغانستان کے اندر اتر چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ان کے ٹینک اور بھاری آرٹلری بھی ہے۔ ان واقعات میں اب تک زیادہ تر پاکستان اور عرب مجاہدین ہی شہید ہوئے ہیں۔ میرا گمان ہے کہ پاکستان اور عرب مجاہدین زیادہ تر شمالی محاذ پر رکھے گئے تھے' خاص طور پر بگرام ایئرپورٹ کے پاس کہ جہاں سرتوڑ کوشش کے باوجود شمالی اتحاد کوئی پیش قدمی نہیں کر سکا تھا۔ حالانکہ وہ کابل سے بہت نزدیک ۲۵'۳۰ میل کے فاصلے پر تھے لیکن وہاں پر عرب اور پاکستانی مجاہدین نے ان کی ایک نہ چلنے دی۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ جب طالبان نے پسپائی اختیار کی ہو تو ان لوگوں کی گرفتاریاں ہوئیں' پھر ان لوگوں کے ساتھ نہایت انسانیت سوز سلوک ہوا۔ اگرچہ یہ حالات انتہائی مایوس کن ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ اب بھی کوئی معجزہ رونما ہو جائے۔ اللہ کی مدد آ سکتی ہے۔ حالات بدل سکتے ہیں۔ ابھی تک جو صوبے طالبان کے پاس ہیں وہاں پر طالبان پوری استقامت سے لڑ رہے ہیں۔ امریکہ کی فوج کی بے انتہا بمبارمنٹ کے باوجود وہ قندھار میں ڈٹے ہوئے ہیں اور انہوں نے ہمت نہیں ہاری۔ یہی استقامت دراصل اللہ کو محبوب ہے۔ جو لوگ معجزوں کے انتظار میں رہتے ہیں انہیں ایسے حالات میں مایوسی ہو سکتی ہے۔ لیکن جان لینا چاہئے کہ معجزے ہر روز رونما نہیں ہوتے۔ خود حضور ﷺ کی زندگی میں بہت سے ایسے مواقع آئے ہیں جب خیال آتا ہے کہ اس صورت میں کوئی معجزہ رونما ہو جانا چاہئے تھا لیکن نہیں ہوا۔ سب سے بڑا واقعہ غزوہ احد کا ہے۔ وہ فتح جو شکست میں بدل گئی۔ ۷۰ صحابہ شہید ہوئے' سب سے بڑھ کر یہ کہ خود حضور ﷺ مجروح ہوئے' آپؐ کے دندان مبارک شہید ہو گئے' آپ کا خون اتنا بہا کہ آپؐ پر غشی طاری ہو گئی۔ خبر اڑ گئی کہ آپؐ شہید ہو گئے ہیں۔ لیکن معجزہ کوئی رونما نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی اپنی سنت ہے۔ اس نے چاہا کہ مسلمانوں کو ان کی غلطی پر بھرپور تنبیہہ کی جائے تاکہ آئندہ احتیاط کریں اور نظم کی خلاف ورزی نہ کریں۔ اسی طرح ۶ھ یعنی غزوۂ احد کے کچھ ہی دنوں کے بعد اسی سال دو واقعات ہوئے۔ ایک بیئر معونہ کا واقعہ ہے' دوسرا رجیع کا۔ دراصل مدینہ کے آس پاس کچھ قبائل نے دھوکہ دے کر حضور ﷺ سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اسلام لے آئیں' لیکن ہم پہلے جاننا چاہتے ہیں کہ اسلام ہے کیا لہٰذا پہلے آپؐ ہمارے پاس اپنے کچھ مبلغ بھیجئے۔ اس پر دس مبلغ' رجیع کی طرف بھیجے گئے اور ۷۰ مبلغ بیئر معونہ کی طرف بھیجے گئے۔ یہ مبلغین حفاظ تھے' قراء تھے' یہ حضور ﷺ کے فیض یافتہ طالب علم تھے' یہ اصحاب صفہ تھے۔ لیکن ان ۷۰ صحابہ میں سے صرف ایک معلم بچا تھا باقی سب کو شہید کر دیا' اکثر کو ذبح کیا گیا۔ اسی طرح ۱۰ میں سے بھی دو بچ سکے تھے۔ یوں ۷۷ افراد شہید ہوئے ہیں جو غزوۂ احد سے بھی زیادہ ہیں۔ یہاں پر بھی کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اصل میں اللہ بہت بے نیاز ہے۔ علامہ اقبال نے اپنے دو اشعار میں اللہ کی اس بے نیازی کو بڑی خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔

مقام بندگی دیگر' مقام عاشقی دیگر
ز نوری سجدہ می خواہی زِ خاکی بیش ازاں خواہی
چناں خود را نگہ داری کہ باایں بے نیازی ہا
شہادت بروجودِ خود زِخونِ دوستاں خواہی

مقام بندگی اور ہے اور مقام عاشقی اور ہے۔ بندگی کے اعتبار سے فرشتے سب سے آگے ہیں۔ اے اللہ تو اپنی نوری مخلوق یعنی فرشتے سے تو صرف سجدہ چاہتا ہے لیکن خاکی انسان سے تو اس سے کہیں بڑھ کر چاہتا ہے۔ تجھے اپنی ہستی کا اتنا احساس ہے' حالانکہ تو بالکل بے نیاز ہے' لیکن تو چاہتا ہے کہ تیری توحید کی گواہی تیرے عاشق اپنے خون سے دیں۔

افغانستان میں واقعتاً اللہ کے ساتھ محبت اور وفاداری کی شہادتیں خون سے ثبت ہو رہی ہیں' خاص طور پر جو مجاہدین پاکستان سے وہاں گئے تھے یا عرب جو آئے ہوئے ہیں ان کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا کرنے کے سوا کوئی مقصد نہیں تھا۔ اس وقت امریکہ کو سب سے زیادہ دشمنی انہی سے ہے۔ تاریخی اعتبار سے شاید کبھی بھی کسی جنگ میں یہ نہ کہا گیا ہو کہ فلاں فلاں کو قیدی نہ بنایا جائے' فوراً مار دیا جائے۔ یہ حکم کبھی نہیں دیا جاتا۔ یہ آدابِ جنگ کے خلاف ہے۔ کیونکہ جو ہتھیار ڈال دیں ان کو قید کر لیا جاتا ہے اور پھر ان کی جانوں کی ذمہ داری لی جاتی ہے۔ لیکن یہ حکم امریکہ کی طرف سے تھا کہ عربوں اور پاکستانیوں کو بالکل نہ چھوڑا جائے۔ یہ جہاں ملیں انہیں گولی مار دو۔

ان حالات میں قرآن کی رہنمائی کیا ہے؟ سورۂ بقرہ میں ارشاد ربانی ہے:

''اے اہل ایمان! مدد حاصل کرو' نماز سے اور صبر سے' یقیناً اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے اور ہرگز مت کہنا ان کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو گئے ہوں کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں ہے۔ اور ہم لازماً آزمائیں

گے تمہیں کچھ خوف کی کیفیت سے' کچھ بھوک اور فقر و فاقہ کی کیفیت سے اور مالی اور جانی نقصان کے ذریعے سے' اور ثمرات اور فصلوں کی تباہی کے ذریعے سے' اور اے نبی بشارت دے دیجئے صبر کرنے والوں کو' وہ لوگ کہ جن پر جب بھی کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اللہ ہی کی طرف لوٹ جانا ہے"۔

کل نہیں تو آج' منزل تو ہماری وہی ہے۔ لامحالہ جانا تو ہر ایک کو وہیں ہے۔ آگے فرمایا:

"یہ ہیں وہ لوگ کہ جن پر ان کے رب کی طرف سے خاص عنایتیں ہیں اور رحمتیں ہیں اور یہی ہیں وہ لوگ کہ جو ہدایت پانے والے ہیں"۔

اللہ کی راہ میں شہید ہونے والوں کا ذکر سورۂ آل عمران میں اور بھی شاندار الفاظ میں آیا ہے۔ فرمایا:

"ہرگز نہ سمجھنا کہ جو قتل ہو گئے ہیں اللہ کی راہ میں وہ مردہ ہیں۔ نہیں' وہ زندہ ہیں' اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔ وہ شاداں و فرحاں ہیں ان نعمتوں پر جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کی ہیں۔ اور وہ اپنے پیچھے آنے والوں کے بارے میں کہ جو ابھی تک ان کے ساتھ آن شامل نہیں ہوئے خوش خبریاں حاصل کر رہے ہیں تاکہ اللہ کی طرف سے جو انعام و اکرام ہو رہا ہے اس سے وہ بھی بھرپور انداز میں لطف اندوز ہوں کہ نہ تو ان کے لئے کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ رنج و حزن سے دوچار ہوں گے"۔

موجودہ حالات میں ہمارے لئے ان آیات مبارکہ میں اللہ کی طرف سے رہنمائی کا سامان موجود ہے۔ لہٰذا ہمیں ان حالات سے دل برداشتہ نہیں ہو جانا چاہئے۔ اس ضمن میں سورۂ آل عمران کی چند مزید آیتیں قابل غور ہیں:

"کتنے ہی ایسے گزرے ہیں کہ جن کے ساتھ ہو کر اللہ والوں نے جنگ کی۔ تو انہوں نے ہمت نہیں ہاری' نہ کسی کمزوری کا مظاہرہ کیا۔ اور نہ کسی اعتبار سے انہوں نے دل ہی چھوڑا' اور اللہ کو ایسے ہی صابرین محبوب ہیں اور ان کا قول تو بس یہی تھا کہ اے رب' ہم سے جو خطائیں ہوئی ہیں ان پر درگزر فرما' کوئی غلطیاں ہو گئی ہوں تو معاف فرما دے اور اگر اپنے کسی معاملے میں ہم سے کوئی زیادتی ہوئی ہو تو اے اللہ اسے بھی معاف فرما دے' اور ہمارے قدموں کو جما دے اور ہماری مدد فرما ان کافر قوموں کے مقابلے میں۔ پس اللہ نے ان کو بدلہ عطا فرمایا' دنیا کا بدلہ بھی اور آخرت کا بھی بہتر بدلا۔ اور اللہ ایسے نیکوکاروں سے محبت کرتا ہے"۔

طالبان نے واقعتاً صبر کا مظاہرہ کیا ہے لہٰذا ہمیں امید رکھنی چاہئے کہ بالآخر اللہ کی مدد آئے گی۔ خاص طور پر پاکستانی اور عرب مجاہد جو وہاں جا کر شہید ہو رہے ہیں اور جن کا اللہ کے دین کی سربلندی کے سوا وہاں جانے کا کوئی اور مقصد نہیں تھا' ان کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

پاکستانیوں اور عربوں سے امریکہ کی دشمنی کا اصل سبب اسلام دشمنی ہے۔ دراصل امریکہ کے نزدیک ہر وہ مسلمان دہشت گرد ہے جو اسلام کو ایک مکمل نظام زندگی سمجھتا اور اس نظام کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ البتہ امریکہ ایسے مسلمانوں کو گلے لگانے کے لئے تیار ہے جو سمجھتے ہوں کہ بس نماز' روزہ اور سور نہ کھانا ہی اسلام ہے۔ باقی اسلام کا قانون حدود و تعزیرات' اسلامی تہذیب' اسلام کے شعائر اور اسلام کے نظام عدل اجتماعی سے اسے کوئی بحث نہ ہو۔ دراصل امریکہ اسلام کو ایک تہذیب' ایک تمدن اور ایک ضابطہ حیات کی حیثیت سے قبول کرنے کو تیار نہیں ہے۔ اسلام زیر دست ہو کر محض ایک مذہب کی حیثیت سے رہے تو قبول ہے۔ ایک وقت تھا کہ دین حق کے غلبہ کی خاطر مسلمان افواج باطل قوتوں کو چیلنج کیا کرتی تھیں لیکن افسوس کہ آج مسلمانوں کی غفلت اور باہمی نااتفاقی کے باعث اسلام پر یہ وقت آیا ہے کہ نیو ورلڈ آرڈر اب مسلمانوں سے مطالبہ کر رہا ہے کہ ہماری بالادستی کو قبول کرتے ہوئے چھوٹے بن کر رہو اور اسلام کو صرف نماز' روزہ تک محدود کر دو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ بہرحال ہم اللہ سے یہ دعا کر سکتے ہیں کہ اے اللہ یہ جو کچھ افغانستان میں ہوا ہے' کوئی ایسی تدبیر فرما کہ اسلام کو سربلندی حاصل ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہاری ہوئی بازی کو فتح میں بدل سکتا ہے۔

بہرحال افغانستان کی موجودہ صورتِ حال کے بعد وہاں امکانی طور پر حالات دو رخ اختیار کر سکتے ہیں۔ پہلی صورت تو یہ ہو سکتی ہے کہ طالبان مخالف قوتیں متحد ہو کر ایک حکومت بنا لیں اور افغانستان بھی دوسرے مسلم ممالک کی طرح ایک لبرل مسلم ملک بن جائے۔ ایسی صورت میں وہاں اسلامی نظام کے قیام کے لئے منہج انقلاب نبوی ﷺ کے مطابق درجہ بدرجہ کام کرنا ہو گا جیسا کہ بعض دیگر اسلامی ممالک میں ہو رہا ہے۔ ایک لبرل و سیکولر حکومت کے قائم ہونے کی صورت میں چونکہ وہ لوگ یہاں واپس آئیں گے جو ملک چھوڑ کر چلے گئے تھے یعنی ڈاکٹرز' انجینئرز وغیرہ' جنہوں نے ماسکو میں تعلیم حاصل کی تھی اور ان کے دماغ میں کمیونزم کا جرثومہ بیٹھا ہوا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ دلیل اور برہان کے ذریعے اور قرآن مجید کی آیات کے حوالے سے ان کے نفوس کا تزکیہ کیا جائے' ان کے ذہنوں کی تربیت کی جائے پھر انہیں منظم کر کے ایک جماعت بنائی جائے' اور پھر اقامتِ دین کی جدوجہد کی جائے۔ دوسرا امکان یہ ہے کہ اگر یہ قوتیں متحد نہ ہو سکیں تو افغانستان طوائف الملوکی' انارکی اور بدامنی کا شکار ہو جائے گا جس کے ردعمل کے طور پر ہو سکتا ہے کہ وہاں کے لوگوں کو طالبان کا دورِ حکومت یاد آئے اور طالبان طرز کی حکومت کے دوبارہ قیام کی راہ ہموار ہو جائے۔ تاہم ابھی تک یہ معاملہ حالت منتظرہ کا ہے۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ کب یہ صورت پیدا ہوتی ہے۔ اس وقت تک ہم اگر اور کچھ نہ کر سکیں تب بھی دعا تو کر سکتے ہیں۔ لہٰذا مسجدوں میں دعائے قنوت نازلہ کا خصوصی اہتمام ہونا چاہئے۔ اللہ سے دعا کی جائے اور دعا کے ساتھ ہی یہ عہد بھی کیا جائے کہ اے اللہ میں بھی اپنی زندگی تیرے دین کے لئے وقف کرتا ہوں۔ ہم اہل پاکستان پہلے مسلمان ہیں' بعد میں کچھ اور۔ لہٰذا ہمارے لئے "سب سے پہلے پاکستان" نہیں بلکہ "سب سے پہلے ... اس کا رسول اور دین" ہے۔ ہم یہ کیوں بھول جاتے ہیں' ہمارے ملک کی تو بنیاد ہی اسلام ہے۔ لہٰذا موجودہ حالا... میں ہم پاکستانیوں کے کرنے کا کام یہ ہے کہ ہر شخص ا... معیشت اور معاشرت کو حرام سے پاک کر کے اللہ کے حض... اپنی کوتاہیوں پر توبہ اور پاکستان میں اسلامی نظام قائم کر... کی جدوجہد میں حصہ لینے کا عہد کرے۔ دوسری طر... پاکستان میں طالبان ایشو پر جس طرح دینی جماعتیں ا... تمام مکتبہ ہائے فکر متفق ہوئے وہ انتہائی مبارک ہے' ... قوتوں کو اس عظیم اجماع سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور ... سیاست سے علیحدہ رہتے ہوئے ملک میں نفاذ اسلا... اولین ترجیح قرار دے کر اس کے لئے اجتماعی جدوجہد کر... چاہئے۔ کچھ سیاسی جماعتیں دینی عناصر کو ملا کر بحا... جمہوریت کی تحریک چلانے کی کوشش کر سکتی ہیں۔ لیکن موجودہ حالات میں ایسی کوئی کوشش ملک کو عدم استحکام سے دوچار کرنے کا موجب ہوگی جس سے کچھ حاصل نہیں ہو... بلکہ خطرہ یہ ہے کہ امریکہ اس کو بہانہ بنا کر ہماری ا... تنصیبات پر قبضہ کر لے اور ہمیں ایٹمی صلاحیت سے محروم ... دے۔ لہٰذا دینی جماعتوں کو بحالیٔ جمہوریت کی کسی تحریک ... حصہ بننے سے گریز کرنا چاہئے۔ ○○○

یہ ماہِ محترم ہے

اسرار اعظمی

مکہ تھا یا مدینہ شعبان تھا مہ...
اللہ کے نبی ؐ کی محفل سجی ہوئی ...
وہ مجمعِ صحابہؓ اور اس میں جلوہ ...
تھے آخری پیمبرؐ لاکھوں درود ان ؐ ...
گویا ہوئے کچھ ایسے جھڑتے ہیں پھول ج...
"لوگو! تمہیں بتاؤں اچھی خبر سناؤ...
آئے گا جلد تم پر مہمان حق کا بن...
رمضان کا مہینہ قرآن کا مہ...
یہ ماہ محترم ہے یہ قلزمِ کرم ...
اس میں ہر ایک نیکی ستر گنا بڑھے ...
اس میں ہیں تین عشرے کیسے حسین! عش...
پہلا ہے رحمتوں کا دوجا ہے بخششوں ...
اور تیسرے میں بھائی! دوزخ سے ہے رہا...
جو یہ مہینہ پائے پوری طرح نبھا...
یعنی کہ اس میں رکھے وہ تیس دن کے روزے
قرآن پڑھے پڑھائے قرآن سنے سنا...
بیداریاں ہوں شب کو خوش کر دے اپنے رب کو
آقا ؐ کریم آقا ؐ سب سے عظیم ...
ارشاد کر رہے تھے اور پھول جھڑ رہے ...
اصحاب ؓ سن رہے تھے
اور پھول چن رہے تھے

عمائدینِ دفاعِ پاکستان وافغانستان کونسل کی خدمت میں

چند گزارشات

کونسل کے حالیہ اجلاس منعقدہ یکم دسمبر کے لئے تحریر کردہ امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا پیغام

محترم ومکرم عمائدین دفاع پاکستان وافغانستان کونسل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یکم دسمبر کو ہونے والا کونسل کا اجلاس افغانستان اور پاکستان دونوں ملکوں میں حالات کے ایک نازک اور فیصلہ کن موڑ کے موقع پر منعقد ہونے کے باعث نہایت اہم ہے۔ اور میں اس میں لازماً شریک ہوتا اگر نماز تراویح کے ساتھ لگ بھگ پندرہ سال کے معمول کی طرح اس سال بھی دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام جاری نہ ہوتا — تاہم اپنی غیر حاضری کی جزوی تلافی کے لئے ذیل میں چند گزارشات سپردِ قلم کر رہا ہوں تاکہ انہیں اجلاس میں میرے نمائندے کی حیثیت سے ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی ڈاکٹر عبدالخالق صاحب پڑھ کر سنا دیں۔

افغانستان میں طالبان کا معاملہ اب کم از کم فوری طور پر تو ختم ہی ہو گیا ہے۔ اب تو وہاں دو ہی صورتیں ممکن نظر آ رہی ہیں — یعنی ایک یہ کہ اگر طالبان کی جملہ مخالف طاقتیں جمع ہو کر مضبوط اور مستحکم حکومت قائم کر سکیں تو گویا دنیا میں پہلے سے قائم بہت سے لبرل سیکولر مسلم ممالک میں ایک اور ملک کا اضافہ ہو جائے گا — اور دوسرے یہ کہ اگر وہ اس میں کامیاب نہ ہو سکیں اور افغانستان میں پھر سابقہ دور کی سی بدامنی اور انارکی پیدا ہو جائے تو پھر از سرِ نو ایک ردِعمل پیدا ہو اور دوبارہ ایک طالبان کے طرز کی حکومت قائم ہو سکے — اور اگرچہ ہمیں یقین ہے کہ افغانستان میں حالیہ وحشت ناک بمباری اور بعد ازاں نہایت وحشیانہ اور سنگدلانہ قتلِ عام کے دوران ہزاروں دین دار اور پابند شریعت افغان، عرب اور پاکستانی مجاہدین کا خون — جو جوشِ جہاد اور ذوقِ شہادت سے سرشار ہونے اور اللہ کے دین کے ساتھ انتہائی مخلص ہونے کی بنا پر یقیناً اللہ کے مخلص بندوں میں شامل تھے — سرزمین افغانستان میں جذب ہوا ہے تو اس سے اقبال کے اس شعر کے مصداق (باد نیٰ تصرّف) کہ ؎ "اگر افغانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے - کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا!" اور جگر کے اس شعر کے مصداق کہ "یہ خون جو ہے مظلوموں کا ضائع تو نہ جائے گا لیکن — کتنے وہ مبارک قطرے ہیں جو صرفِ بہاراں ہوتے ہیں!" افغانستان میں اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کی منور سحر اور احیاءِ اسلام کی بہار جانفزا لازماً ظاہر ہو گی — تاہم نہیں کہا جا سکتا کہ ابھی اس میں کتنا وقت لگے۔ اور ع "دیکھئے کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک!" کے مطابق ابھی اور کتنی قربانیاں مزید دینی پڑیں — لہٰذا فی الحال تو کچھ عرصہ حالتِ منتظرہ ہی میں رہنا ہو گا!

دفاع افغانستان کونسل اسی سال ۱۰ ر جنوری کو اکوڑہ خٹک میں قائم ہوئی تھی۔ اور اس نے بلاشبہ خود بھی خاصا کام کیا — اور پریس نے بھی اسے مناسب کوریج دی لیکن ریلیوں، جلسوں اور جلوسوں میں حاضرین کی تعداد اور جوش وخروش دونوں میں حسبِ ذیل تین اسباب کی بنا پر کمی آتی چلی گئی:

(۱) نہ کونسل کا کوئی انتظامی ڈھانچہ قائم کیا گیا، نہ اس کا کوئی سیکرٹریٹ ہی قائم ہو سکا۔ اس ضمن میں میں نے ۱۹ر فروری کو مولانا سمیع الحق صاحب کے نام ایک خط بھی لکھا تھا — لیکن اس کے جواب میں ان کی جانب سے بس صبر واستقامت کی نصیحت ہی موصول ہوئی — مزید کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

(۲) اجتماعی فیصلوں کے مطابق جلسہ اور ریلی لاہور اور پشاور میں تو منعقد ہوئیں لیکن پھر کراچی میں پروگرام کے مطابق انعقاد نہ ہو سکا — اور اس کے بعد بڑی جماعتوں یعنی جمعیت علماء اسلام (فضل الرحمٰن گروپ) اور جماعت اسلامی نے SOLO FLIGHTS کے انداز میں اپنی اپنی ریلیاں منعقد کرنے کا سلسلہ شروع کیا — جس سے مجموعی تاثر میں لامحالہ کمی واقع ہوئی۔

(۳) اور آخرکار افغانستان میں طالبان کی پسپائی کی بنا پر ویسے ہی جذبات پر اوس پڑ گئی!

میرے نزدیک اب اصل اور فوری معاملہ افغانستان کا نہیں بلکہ پاکستان کا ہے۔ اور اس ضمن میں جہاں مثبت طور پر تو اس امر پر غور ضروری ہے کہ یہاں اسلامی نظام کے قیام اور شریعت اسلامی کے نفاذ کے ضمن میں کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے — وہاں منفی طور پر اس امر پر بھی سوچ بچار لازمی ہے کہ اب یہاں کی دینی اور مذہبی تنظیموں اور اداروں، اور احیائی تحریکوں کے خلاف جن اقدامات کا کچھ امریکہ کے دباؤ کے تحت اور کچھ خود اپنی ذہنی وجذباتی ساخت کی بنا پر مشرف حکومت کی جانب سے اندیشہ ہے ان سے کس طور پر عہدہ برآ ہوا جائے۔

اس معاملہ میں پاکستان کی آج تک کی تاریخ کے پیشِ نظر دو میں سے کوئی ایک صورت اختیار کرنے کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے:

(۱) ایک یہ کہ اس وقت افغانستان کے مسئلے پر جو عظیم اتفاق رائے (Grand Consensus) مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والی دینی جماعتوں اور تنظیموں کے مابین پیدا ہوا ہے اسے ایک "انتخابی اتحاد" کی صورت دے دی جائے — اور اس کے پلیٹ فارم سے آئندہ منعقد ہونے والے انتخابات میں حصہ لے کر نفاذ شریعت اور نظام اسلامی کے قیام کی جانب پیش قدمی کی جائے۔

(۲) دوسرے یہ کہ غیر مطمئن سیاسی عناصر کے ساتھ اشتراک کر کے بحالیٔ جمہوریت کے لئے ایجی ٹیشن کی راہ اختیار کی جائے اور اس کے ذریعے مشرف حکومت کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے!

میری حقیر رائے میں یہ دونوں صورتیں نتائج کے اعتبار سے غیر مفید ہوں گی۔

دینی جماعتوں کا انتخابی اتحاد اگر اب سے دس پندرہ سال قبل وجود میں آ جاتا تو اس کی کامیابی کے امکانات موجود تھے — لیکن بحالات موجودہ اس اتحاد کو عوامی پذیرائی حاصل ہونے کی توقع نہیں ہے۔ اب سیکولرزم اور لبرلزم کا دور دورہ اور پرچار عالمی سطح پر

بھی ہو رہا ہے —— اور اندرون ملک تو اس کی جانب سے مذہبی اور دینی عناصر کو گویا باضابطہ چیلنج بھی دیا جا چکا ہے —— اور ظاہر ہے کہ جملہ ذرائع ابلاغ (نہ صرف مقامی بلکہ عالمی بھی!) ہمارے خلاف صف آرا ہوں گے —— اور پھر بدرجۂ آخر اگر یہ معجزہ ظاہر ہو ہی جائے کہ انتخابات میں دینی جماعتوں کو فیصلہ کن اکثریت حاصل ہو جائے تو الجزائر کی قسم کے اقدام کا امکان اب پاکستان میں پہلے سے زیادہ بڑھ گیا ہے —— جس کے نتیجے میں بالآخر ایجی ٹیشن ہی کی راہ اختیار کرنے کے سوا کوئی اور چارۂ کار نہیں رہ جائے گا۔

دوسری طرف بعض سیکولر یا لبرل عناصر کے ساتھ مل کر ''بحالی جمہوریت'' کے لئے ایجی ٹیشن کے بھی اول تو کامیابی کے امکانات کم ہیں۔ اس لئے کہ صاف نظر آ رہا ہے کہ موجودہ حکومت کو بے نظیر' ہم خیالوں' اور علاقائی ولسانی جماعتوں کی تائید حاصل ہو گی —— اور پی این اے کی طرح کا گرینڈ الائنس جو بھٹو صاحب کے خلاف وجود میں آیا تھا اب ممکن نہیں ہے —— پھر اگر بالفرض یہ ایجی ٹیشن کامیاب ہو بھی جاتا ہے تو اس سے صرف چہرے اور ہاتھ بدلیں گے —— نظام میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں آئے گی۔ اور اینٹی ایوب' اور اینٹی بھٹو کی تحریکوں کی طرح دینی اور مذہبی جماعتوں کے ہاتھ پلے کچھ نہیں پڑے گا! —— مزید برآں اس وقت اس قسم کے ایجی ٹیشن کی صورت میں مضمر ایک خطرہ یہ بھی ہے کہ اگر مشرف صاحب کا اقتدار ڈانواڈول نظر آیا تو امریکہ فوری طور پر پاکستان میں تیار شدہ ایٹم بموں پر بھی قبضہ کر لے گا اور آئندہ کے لئے ہماری ایٹمی صلاحیت کو بھی مفلوج کر دے گا —— اور ظاہر ہے کہ اس وقت جبکہ وہ ہمارے گھر میں ہی موجود ہے اس کے لئے اس میں کوئی دقت نہیں ہو گی!

بنابریں —— میرے نزدیک صرف تیسرا راستہ درست ہے —— اور وہ یہ کہ خالص دینی اور مذہبی جماعتوں کا ایک ''متحدہ محاذ'' قائم کیا جائے —— جس کا پی این اے اور ایم آر ڈی کی طرح کا مضبوط نظام العمل ہو —— واضح تنظیمی ڈھانچہ ہو —— فیصلے Consensus سے کئے جائیں اور حصول حکومت یا بحالی جمہوریت کی بجائے صرف قیام نظام اسلامی اور نفاذ شریعت اسلامی کو اصل مقصود اور ہدف کی حیثیت دی جائے' اور اس کے ضمن میں اچھی طرح غور و فکر اور سوچ بچار کے بعد معین مطالبات سامنے رکھے جائیں —— اس کی سربراہی کا معاملہ تین تین ماہ کی Rotation پر رکھا جا سکتا ہے' پھر اس کا ایک مرکزی سیکرٹریٹ ہو جس کے لئے اتحاد میں شامل جماعتیں ماہانہ Contribution (مثلاً پانچ ہزار روپے ماہانہ) دیں —— پھر اس کی معین مجلس شوریٰ ہو اور اس میں بحث و تمحیص کے بعد متفقہ فیصلے کے بغیر کوئی اقدام یا اعلان نہ کیا جائے وغیرہ وغیرہ! (اس ضمن میں میرے ذہن میں جو نقشہ ہے اس کے لئے میں اس متحدہ محاذ کی قرارداد تاسیس اور نظام العمل کی ایک نقل بھی ارسال کر رہا ہوں جو ہم نے ۴ ... ۱۹۹۹ء کو قائم کیا تھا لیکن وہ کچھ ہماری نااہلی کے باعث اور کچھ اس بنا پر کہ کوئی ... جماعت اس میں شریک ہی نہیں ہوئی' زیادہ فعال نہیں ہو سکا۔)

یہ اتحاد اگر یہ واضح اعلان کر دے گا کہ ہمیں اقتدار مطلوب نہیں صرف اسلام کا ... قیام اور شریعت کا نفاذ مقصود ہے تو ان شاء اللہ یہ چیز اس ملک میں نئی ٹھنڈی ہوا کی طرح کا خوشگوار اثر پیدا کرے گی —— اور دینی عناصر کے اس نوع کے اتحاد سے عوام کے دلوں میں جو مایوسی کی کیفیت ہے وہ ختم ہو جائے گی اور امید کے چراغ روشن ہو جائیں گے۔

پھر اس محاذ کی جدوجہد کو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت لازماً حاصل ہو گی۔ اور بدرجۂ آخر اگر کسی وجہ سے کامیابی حاصل نہ ہو سکی تب بھی اخروی اجر و ثواب تو لازماً حاصل ہو گا —— گویا ع ''گر جیت گئے تو کیا کہنا' ہارے بھی تو بازی مات نہیں!''

اگر اجلاس کے قابل احترام شرکاء میری اس تجویز سے متفق ہوں تو اس کونسل کا نام بھی تبدیل کرنے پر غور ہو سکتا ہے جیسے ''دفاع اسلام کونسل'' یا ''متحدہ اسلامی محاذ'' وغیرہ!

مجھے امید ہے کہ کونسل کے معزز ارکان میری تجویز پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح طریق کار پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

کیا فرماتے ہیں علماء کرام......

''امریکہ و برطانیہ سے تعاون شرعاً ناجائز ہے''

—— دار الافتاء دار العلوم دیوبند کا فتویٰ ——

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان عظام اس بارے میں کہ:

امریکہ اور اس کے اسلام دشمن حلیفوں نے عرصہ دراز سے عالم اسلام کو اپنی جارحیت اور بربریت کا نشانہ بنا رکھا ہے۔ ماضی میں چیچنیا' سوڈان' لیبیا' عراق' ایران اور فلسطین کے مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے' مسلم آبادیوں کو خانماں برباد کیا اور ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کو پامال کیا۔ تاہنوز فلسطین میں امریکہ و اسرائیل کی جارحیت جاری ہے۔

اب امریکہ و برطانیہ نے انسداد دہشت گردی کے عنوان سے افغانستان کے مظلوم و بے قصور مسلمانوں کو اپنی وحشیانہ بربریت اور درندگی کا نشانہ بنایا ہے۔ ۷/اکتوبر سے بموں اور میزائلوں کے ذریعہ افغان پر مسلسل حملہ کر رہا ہے جس میں سینکڑوں مسلمان جاں بحق ہو رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ انسداد دہشت گردی نہیں بلکہ اسلام کے خلاف ایک منظم صلیبی جنگ ہے جس کا اظہار امریکی صدر جارج ڈبلیو بش نے خود کیا ہے' نیز امریکہ و برطانیہ کی جانب سے سیاسی سطح پر کی گئی اب تک کی کارروائیاں بھی اسی کی مظہر ہیں کہ انسداد دہشت گردی کے پردہ میں اسلام کی خلاف صیہونی و صلیبی جنگ ہے۔

اس صورت حال میں ہم مسلمانوں کی شرعی ذمہ داری کیا ہے؟ کیا موجودہ وقت میں ان اسلام دشمن طاقتوں کی مصنوعات کا بائیکاٹ ہمارے لئے لازم العمل نہیں؟ اور کیا امریکی و برطانوی کمپنیوں کی مصنوعات کی خرید و فروخت کر کے ان کی تجارت اور معاشی قوت کو فروغ دینا' تعاون علی الظلم نہ ہو گا؟ بینوا و توجروا۔

الجواب

ھو الموفق! ۷/اکتوبر ۲۰۰۱ء سے امریکہ اور برطانیہ ... افغانستان کے مسلمانوں پر میزائلوں اور بموں کے ذریعہ ... وحشیانہ اور دہشت گردانہ حملے کر رہے ہیں وہ یقیناً کمزور ... مسلمانوں اور اسلام کے خلاف بربریت اور ظالمانہ حملے ہیں بلکہ امریکہ و برطانیہ کے مسلسل جارحانہ عزائم کا ایک ... حصہ ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ یہ اسلام کے ... خلاف ایک منظم صلیبی اور صیہونی جنگ ہے جس سے ہی ... لاکھوں بے گناہ مسلمان' کمزور بچے اور عورتیں ہلاک و متاثر ... ہو رہے ہیں۔

اس لئے اس وقت تمام مسلمانوں پر شرعی اعتبار سے ... اور تمام انصاف پسند برادران وطن پر اخلاقی اعتبار سے لازم ہے۔ ... ہے کہ جس طریقہ سے بھی ہو سکے' امریکہ و برطانیہ کا مقاطعہ ... (بائیکاٹ) کریں اور ان کی مصنوعات کی خرید و فروخت ... سے کلی طور پر احتراز کریں کیونکہ یہ ظلم و عدوان میں تعاون ... ہے جو شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ...

﴿تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان﴾

(بشکریہ: ماہنامہ دارالعلوم' یوپی ...)

طالبان زندہ باد

مولانا غلام اللہ حقانی

طالبان کی پسپائی کو شکست کا رنگ دے کر بین الاقوامی ... نے اسے اس طور پر مشتہر کیا کہ عام مسلمان کیا' دینی و ... جماعتوں کے کارکنوں کی ہمتیں بھی پست ہو گئیں۔ ... کی اس وقتی پسپائی سے وقت کا فرعون (بش)' ہامان (... بلیئر) اور قارون (عالمی مالیاتی ادارے) بالکل اسی طرح خوش ہیں جس طرح کہ حضرت موسیٰ ؑ کے مدین ... کرنے پر فرعون اور اس کے حواریوں نے سکھ کا ... لیا تھا' حالانکہ فرعون کو کیا خبر تھی کہ ایک دن حضرت ... ایک نئی شان کے ساتھ مصر لوٹ آئیں گے اور اس ... غرور کے سینگ توڑ دیں گے۔

...ارا دعویٰ ہے کہ طالبان کو اس جنگ میں جیت ہوئی ... امریکہ ایسی بدترین شکست سے دوچار ہوا ہے جس ... نقشہ مستقبل قریب میں واضح طور پر سامنے آ جائے ...البان کی یہ جیت اصولوں کی جیت ہے۔ آج بھی ... اپنے اس اصولی موقف پر ڈٹے ہوئے ہیں جو ... نے روز اول اپنایا تھا۔ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ ... کے لئے امارت' وزارت اور بڑی بڑی ترغیبات کو ...یا جا سکتا ہے۔ تاریخی اعتبار سے یہ وہ شاندار فتح ہے ... سے عالم اسلام دوبارہ اس قابل ہوا ہے کہ وہ باطل کی

طالبان نے اس فرق کو دنیائے کفر کے سامنے عملاً میدان میں کھڑے ہو کر پیش کیا ہے کہ اسلام اس نظریہ حیات کا نام ہے جو انسان میں خودداری پیدا کرتا ہے۔ اسلام اس مشن کا نام ہے جو ایک جابر اور ظالم کے کہنے پر ترک نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام ان اصولوں کا نام ہے جن پر عمل کرنا اس لئے نہیں چھوڑا جا سکتا کہ مقابلے میں طاقت ور حریف ہے۔

طالبان نے اپنے قول و عمل سے ثابت کیا تھا کہ وہ اس کرہ ارضی پر صحیح معنوں میں اللہ کے نمائندے ہیں' لہٰذا انہوں نے حالت امن کی طرح حالت جنگ میں بھی اسی اللہ کے دیئے ہوئے اصولوں پر عمل کیا۔ حکم الٰہی ہے کہ دشمن کے مقابلے میں مادی وسائل کے بجائے ایمان کی طاقت پر بھروسہ کیا جائے۔ ان کو حکم تھا کہ عزیمت پر اگر عمل ممکن ہو تو اللہ کے نزدیک شرف قبولیت کے لئے پسندیدہ معیار یہی ہے۔ لہٰذا اپنے موقف سے پسپائی کی بجائے انہوں نے جنگ کرنے کو ترجیح دی۔ اس پس منظر میں کہا جا سکتا ہے کہ طالبان اس وقت بھی کامیاب تھے جب وہ افغانستان کے نوے فیصد علاقے کے حکمران تھے اور آج بھی وہی کامیاب ہیں جبکہ وہ اکثر علاقے چھوڑ کر قندھار میں محصور ہو چکے ہیں۔ چاہے ان کے ہاتھ سے یہ بچے کھچے علاقے

ظلم کے خلاف دنیا کی بیداری کا پورا کریڈٹ طالبان کو جائے گا

طالبان نے خونخوار بھیڑیے کے سامنے سینہ تان کر تاریخ کے دھارے کو موڑ دیا ہے

پسپائی کے باوجود طالبان کو درحقیقت اس جنگ میں فتح ہوئی ہے

... کے علمبردار کی حیثیت سے نہ صرف کھڑا ہو سکے ... للکار بھی سکے' چاہے وہ دنیاوی اور مادی وسائل سے ...ہی کیوں نہ ہو۔

...نستان کی موجودہ صورت حال سے دنیا کے سامنے ... دو شکلیں آئی ہیں۔ اسلام کی ایک شکل وہ ہے جس ... نمائندگی پرویز مشرف اینڈ کمپنی اور شاہ فہد گروپ ... ہے۔ اس گروہ نے امریکہ کے سامنے چپ سادھ لی ... غیر مشروط ساتھ دیا۔ دوسری صورت میں اسلام ... خودداری اور اللہ کے دین کو سربلند رکھنے والے ... شکل میں سامنے آیا ہے جنہوں نے ایک خونخوار ... کے سامنے کلمہ حق کہہ کر اس کے فخر و غرور کو چکنا چور ... طالبان بھی وہی موقف اختیار کرتے جو پرویز ... اس جیسے دوسرے مسلم حکمرانوں نے اختیار کیا ہے ... ان دو شکلوں میں فرق و تفاوت کیسے قائم ہوتا!

بھی نکل جائیں لیکن اگر وہ اسلام کے دامن سے چمٹے رہے تو کامیاب وہی ہوں گے۔ ان شاءاللہ!

طالبان کی ظاہری پسپائی سے عالم اسلام پر افسردگی چھانے کا ایک خاص سبب یہ ہے کہ ہم نے اسلام کو ایک تحریک کے طور پر سمجھا اور اپنایا نہیں ہے۔ کسی بھی تحریک میں اتار چڑھاؤ کے مراحل آتے رہتے ہیں۔ بقول اقبال:

تو نہ مٹ جائے گا ایران کے مٹ جانے سے
نشۂ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے

چنانچہ آج اگر وہ تحریک افغانستان میں دبتی ہے تو ان شاءاللہ کل ایک نئی شان کے ساتھ پاکستان میں ابھرے گی۔

میری سرشت سے ظالم بہت پریشاں ہے
ابھر رہا ہوں وہ جتنا دبا رہے ہیں مجھے

افغانستان میں یہ تحریک دبانے سے امریکہ کو کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ عدل و انصاف پر مبنی نظام کے قیام کے لئے لڑی گئی یہ جنگ اب پوری دنیا میں پھیل جائے گی۔ طالبان اور القاعدہ اگر افغانستان سے نکلیں گے تو کیا وہ شکست کو تسلیم کر کے بیٹھ جائیں گے؟ پورا عالم اسلام جو اس سانحہ سے بری طرح متاثر ہوا ہے' کیا وہ خاموش تماشائی بن کر بیٹھا رہے گا؟ کیا لوگ اس ظلم' قیامت خیز تباہی اور بے گناہ افراد کی ہلاکت کو بھول جائیں گے جو افغانستان کی سرزمین پر واقع ہوئی ہے؟ ہم ان واقعات کو کبھی نہیں بھول سکتے۔ یہ حالات کی بدقسمتی تھی کہ کسی مسلمان ملک نے طالبان کا ساتھ نہیں دیا' ورنہ انہوں نے اپنی حد تک اس پُرصعوبت صورت حال میں اولوالعزمی کی وہ داستان رقم کی ہے کہ جس پر عالم اسلام جتنا فخر کرے' کم ہے۔

طالبان کی اس ثابت قدمی نے امت مسلمہ کو خواب خرگوش سے بیدار کر کے اسے امریکہ اور عالم کفر کا مکروہ چہرہ دکھا دیا ہے۔ چنانچہ اصل جہاد اب شروع ہو گا۔ اب ہم دوسرے مظلوم و مقہور انسانوں کو بھی جاگنے کا پیغام دیں گے' خواہ وہ امریکہ میں رہ رہے ہوں یا افریقہ میں' خواہ ان کا تعلق شرق سے ہو یا غرب سے۔ اب دنیا جاگے گی اور اس بیداری کا پورا کریڈٹ طالبان کو جائے گا۔ طالبان نے تاریخ کے اس دھارے کو اپنے آہنی عزم سے موڑا ہے' جس میں ایک خونخوار ظالم بھیڑیئے کے سامنے سینہ تان کر کھڑا ہونے والا کوئی نہیں تھا اور جب ہر سُو برائی کا راج اور ظلمت و تاریکی کا دور دورہ تھا۔ طالبان نے انتہائی نامساعد حالات میں نیکی کی شمع جلا کر دنیا کو بالعموم اور عالم اسلام کو بالخصوص یہ امید افزاء پیغام دیا ہے کہ:

ہری ہے شاخ تمنا' ابھی جلی تو نہیں
دبی ہے آگ جگر کی' ابھی بجھی تو نہیں
جفا کی تیغ سے گردن وفاشعاروں کی
کٹی ہے برسرمیداں مگر جھکی تو نہیں

دعائے صحت کی اپیل

تنظیم اسلامی لاہور (وسطی) کے نقیب اسرہ جناب محیب الرحمٰن کے اکلوتے فرزند حافظ محمد عمر ذہنی عارضہ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ قارئین ندائے خلافت سے دعائے صحت کی اپیل ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

قارئین ندائے خلافت کی مختصر تحریریں

دینی جماعتوں کے لئے دو چیلنج

——— تحریر : وسیم احمد' لاہور ———

پہلا چیلنج: بحیثیت مسلمان یہ بات ہمارے ایمان و یقین کا حصہ ہونا چاہئے کہ سودی کاروبار اللہ تعالیٰ کا ناپسندیدہ ترین فعل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سودی کاروبار کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے خلاف جنگ قرار دیا ہے اور مسلمانوں کے لئے تجارت کو حلال اور سودی کاروبار کو حرام قرار دیا ہے۔ استثنائی صورت میں صرف اپنی جان بچانے کی غرض سے سؤر کھانے کی اجازت دی گئی ہے' دوسری کسی صورت میں بھی سود کھانے کی قطعاً اجازت نہیں دی گئی۔ نبی اکرمؐ نے سود کے گناہ کے بہتر درجے بتائے ہیں جس میں سب سے کمتر اس کے برابر ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ نکاح کرے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو اہل علم اور دینی شخصیتیں سود کی حرمت کے حوالے سے استفسار کرنے والوں کو بتاتے ہیں۔ لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے ایسے ماحول میں آنکھ کھولی ہے جہاں کا معاشی نظام سود پر مبنی ہے اور چالاک یہود اس سودی بینکنگ کی بدولت پوری دنیا کی معیشت کو اپنے شکنجے میں لے کر تمام عالم پر معاشی حکمرانی کر رہا ہے۔ ہر ملک کی اکانومی ان کے کنٹرول میں ہے۔ جس کو جس طرح چاہتے ہیں' بلیک میل کر کے اپنے مفادات حاصل کر رہے ہیں۔ ان حالات میں جب دینی شخصیتوں سے اس منحوس سودی چنگل سے نکلنے کا راستہ پوچھا جاتا ہے تو وہ بغلیں جھانکنے لگتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی موثر متبادل نظام نہیں ہے جو اس کے مقابلے میں پیش کر سکیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان میں تقریباً ۳۰ لاکھ افراد دینی جماعتوں کے زیر اثر ہیں۔ سوچنے والی بات یہ ہے کہ ان جماعتوں کے سربراہان نے کبھی اس بات پر غور کیوں نہ کیا کہ ایک ایسا بینک قائم کیا جائے جو جدید دور کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ دینی حدود و قیود کا بھی خیال رکھے اور جو صحیح اسلامی معاشی نظام کا آئینہ دار ہو۔ کیا ۳۰ لاکھ افراد میں سے اقتصادیات اور دینی علوم پر دسترس رکھنے والے چند افراد بھی ہمیں میسر نہیں ہیں جن کے باہمی اشتراک سے ایک ایسا ماڈل اسلامک بینک وجود میں لایا جائے جس کے ذریعے ہم اسلام کا معاشی نظام دنیا کو دکھا سکیں۔ میں یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس نیک کام کا بیڑہ کوئی ایک دینی جماعت یا دینی جماعتوں کا اتحاد اٹھا لے تو کم از کم ان ۳۰ لاکھ افراد کے علاوہ بیرون پاکستان سے کثیر تعداد میں مسلمانوں کے ڈیپازٹ اس بینک کو ملیں گے اور یہ بینک دنوں میں پاکستان کا چوٹی کا بینک بن جائے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ یہ صحیح اسلامک بینک ہو جو واقعتاً سود سے پاک بینکاری کرے۔

دوسرا چیلنج: آج کا دور میڈیا کا دور ہے..... اس وقت پوری دنیا Media-guided society بن چکی ہے۔ پورے میڈیا پر ہنود و یہود کا قبضہ ہے۔ صرف امریکہ میں روزانہ اخبارات کی تعداد ۱۶۰۰ ہے جبکہ ۲۰۰۰ ٹی وی چینلز ۲۴ گھنٹے اپنی نشریات عوام تک پہنچا رہے ہیں۔ ہمارے ازلی دشمن انڈیا میں کم از کم ۵۰ ٹی وی چینلز اور سینکڑوں روزنامہ اخبارات چھپتے ہیں۔ ایک عام آدمی پوری دنیا میں ہونے والے حالات و واقعات سے آگاہی اسی یا اس جیسے میڈیا سے حاصل کرتا ہے۔ لہٰذا یہ عام آدمی کی سوچ بچار کا دھارا موم کی ناک کی طرح جدھر چاہتے ہیں' موڑ دیتے ہیں۔ یہ افغانستان میں موجود سینکڑوں سال پرانے بتوں کو توڑنے کے مناظر تو خوب نشر کرتے ہیں لیکن طالبان حکومت نے کفر و شرک کے بتوں کو پاش پاش کر کے جو مکمل امن و سکون قائم کیا ہے وہ انہیں نظر نہیں آتا۔ ان کے قلم' کیمرے اور میزائل اسامہ بن لادن کا پیچھا تو کرتے ہیں لیکن سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے ملعون لوگوں کو پورا تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ یہ مشرقی تیمور میں تو فورانیٹو اور یو این او کو میدان میں لا کر عیسائی ریاست قائم کروا دیتے ہیں لیکن فلسطین اور کشمیر میں عرصہ دراز سے ہونے والی مسلم نسل کشی انہیں کوئی عملی اقدام نہیں کرنے دیتی۔ الغرض ان کے تمام اقدامات اسلام دشمنی پر مبنی ہوتے ہیں۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی ایسا ادارہ' کوئی ایسا نیٹ ورک' کوئی نیوز ایجنسی یا کوئی ایسا ٹی وی چینل موجود نہیں ہے جو مسلمانوں کا صحیح موقف اقوام عالم تک پہنچائے' جو ہنود و یہود کے منفی اور بے بنیاد پراپیگنڈے کا جواب دے سکے اور حقیقی اسلام کا رخ روشن لوگوں کو دکھائے۔ یہ ایک ایسا چیلنج ہے کہ پاکستان میں موجود مذہبی و دینی جماعتیں اگر اسے قبول کریں تو یہ نہ صرف دین اسلام کی حقیقی خدمت قرار پائے گی بلکہ عوام الناس میں دینی جماعتوں کی دن بدن گرتی ہوئی ساکھ کو بھی بحال کر دے گی۔

سکون کی تلاش

شاہد رضا' گوجرانوالہ

زندگی غموں اور دکھوں کی آماج گاہ ہے۔ زندگی خوشیوں اور مسرتوں سے لبریز ہے۔ زندگی صرف سکون کی تلاش کا ایک نام ہے۔ ہر انسان غم سے بچنے اور سکون کے حصول کی خاطر اپنی تمام عمر مشینوں کے بیچ گزار دیتا ہے۔ مگر شب و روز کی ان تھک محنت کے بعد اگر کوئی خوشی نصیب ہوتی بھی ہے تو کوئی نیا غم انسان کو پھر اضطرابی کیفیت میں مبتلا کر دیتا ہے اور وہ دوبارہ خوشی کی تلاش میں اپنے ... کے سمندر میں ڈال دیتا ہے کہ کاش کوئی خوشی مل جا... پُرسکون اور پُرامن ہو جائے!

اسی سکون کو حاصل کرنے کے لئے والدین ... سے اولاد کے دلوں میں اور ذہنوں کے اندر انجینئر' ... پائلٹ بننے کی امنگ ڈال دیتے ہیں۔ یوں وہ بچہ ... سے سکون کی تلاش میں اس فانی دنیا کے اندر کھو جا... اسے مرتے دم تک سکون حاصل نہیں ہوتا!

آیئے آج اصل سکون اور سچی خوشی کی حا... گزارنے کا فن سیکھتے ہیں تاکہ ایسا پائیدار سکون ... جائے کہ جہاں کبھی کوئی غم بھول کر بھی نہ آنے پا... خوشی و غم اور سکون خالق کائنات نے پیدا کی... بھی انسان کے بس میں نہیں کہ وہ اپنے طور پر غم کو ... ختم کر کے ہمیشہ پُرسکون رہنے والی خوشی ... لے۔ ایک چیز جو انسان نے بنائی ہی نہ ہو وہ ا... طور پر کیسے ردو بدل کر سکتا ہے! وہ تو اپنی مرض... سانس میں بھی کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر ... دنیاوی لحاظ سے بہت دولت مند ہو اور وہ دنیا ... تمام آسائشیں اور سہولتیں بھی حاصل کر لے تو ... مشکل ہے کہ وہ مکمل فلاح میں ہے کیونکہ نظر نہ آ... سا سر درد بھی اس کی تمام خوشیوں پر پانی پھیر سکتا...

آیئے وہ سکون حاصل کریں جس میں مکمل ... خالق کائنات' رب العالمین نے اس سکون ... ذریعہ یہ بتایا ہے۔ ﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ ... (الرعد:۲۸) یعنی اللہ سے دوستی کریں' اللہ کا قر... اور اللہ کے نزدیک ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ تو ... غموں سے پاک ہے۔ جب اس کی قربت حا... گی تو تمام غم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں ...

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ... تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْ... (ال...

اس جنت کے اندر ایسی نعمتیں' رحمتیں' خوشیاں ... آسائشیں میسر ہیں کہ جن کے حصول کے بع... نہیں' کوئی غم نہیں بلکہ دکھوں کا مکمل خاتمہ او... پُرسکون زندگی۔

اس کے حصول کے لئے ہمیں انفرادی ... اللہ کی بندگی کرنی ہے۔ اسی بندگی کے ا... ہے۔ لیکن یہ بندگی کیسے کریں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ استاد رسول اللہ ... ہیں اور طریقہ سکھانے والی کتاب القرآن ... چاہئے تو چمٹ جائیں ان دونوں سے! اللہ ... اور آپ مکمل فلاح پا جائیں گے۔ یہ... گزارنے کا فن ہے!

”حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے“

——— تحریر: محمد زبیر خان ———

امریکہ کے موجودہ صدر مسٹر جارج بش جونیئر کے والد مسٹر جارج بش سینئر نے فروری ۱۹۹۱ء میں خلیج کی جنگ کے اختتام کے بعد عالمی دنیا کے سیاسی و معاشی نظام کو امریکی احکامات کے مطابق چلانے کے لئے ”نیو ورلڈ آرڈر“ کا نظریہ پیش کیا تھا۔ جارج بش کے وضع کردہ اس نیو ورلڈ آرڈر کے مقاصد میں عالمی احیائے اسلام کی ابھرتی ہوئی لہر کو دبانا، عالم اسلام کو انحطاط کا شکار کرنا اور مسلم ممالک میں پائے جانے والے بے پناہ معدنی وسائل پر امریکی کنٹرول حاصل کرنا ہیں۔

جارج بش سینئر کے آج سے تقریباً گیارہ برس قبل پیش کردہ اس نظریئے کو آج اس کا بیٹا مسٹر جارج بش جونیئر عملی جامہ پہنانے میں پوری طرح مصروف عمل ہے اور اس ضمن میں اسے عالمی کافر طاقتوں کے قائدین کی حمایت تو حاصل ہے ہی تاہم اس سلسلے میں سب سے زیادہ شرمناک کردار مسلم ممالک کے حکمرانوں کا ہے جنہوں نے ”حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے“ کے مصداق امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کے ”وفادار غلاموں“ کا کردار اپنایا اور افغانستان کے نہتے و معصوم مسلمان بھائیوں کے قتل عام میں امریکہ کی سرپرستی میں قائم ہونے والے ”اتحاد“ سے بھرپور تعاون کئے جا رہے ہیں۔ پھر اس ضمن میں بڑھ کر اذیت ناک اور شرمناک ترین کردار ہمارے حکمرانوں اور ان کے ہم خیال دانشوروں و ترجمانوں کا ہے کہ جنہوں نے وطن عزیز پاکستان کے عالم اسلام کے قلعہ ہونے کی حکایت کی نفی کرنے کے ساتھ قومی غیرت و حمیت کا بھی جنازہ نکال دیا۔ امریکہ اور اتحادی ممالک نے ہمارے صدر مملکت جنرل پرویز قوم کو کروائی گئی ”یقین دہانیوں“ کے ساتھ جو حشر کیا اس کا تقاضا تو یہی تھا کہ جنرل صاحب کم از کم اپنی ”وردی“ کی ہی کچھ لاج رکھتے ہوئے اپنی امریکہ سے بعض یقین دہانیوں سے دستبرداری کا اعلان کرتے مگر انہوں نے ایسا نہ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ان کے نزدیک قومی غیرت و حمیت کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

آج کی صورتحال یہ ہے کہ ہماری مشرقی سرحدیں تو پہلے ہی غیر محفوظ تھیں مگر اب افغانستان میں بھارت نواز شمالی اتحاد کے برسر اقتدار آنے کے بعد ہماری مغربی سرحدیں بھی غیر محفوظ ہو کر رہ گئی ہیں۔ اس طرح گویا اب ہمیں دو محاذوں پر اپنے دفاع کی جنگ لڑنی پڑے گی۔ جبکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی بھی ملک یا قوم بیک وقت دو محاذوں پر اپنے دفاع کی جنگ نہیں جیت سکتی۔

ان حالات کے پیش نظر اب یہ لازم ہو گیا ہے کہ ”سب سے پہلے پاکستان“ کا نعرہ لگانے والے اپنی حیثیت کا تعین کریں اور سوچیں کہ کیا اس نعرے کی یہی تعبیر ہونی تھی۔ کیا سب سے پہلے پاکستان کے نعرے کا مطلب پاکستان کے وجود کو خطرے میں ڈالنا تھا؟ کیا ملکی و قومی سلامتی کا یہی تقاضا تھا کہ کابل کی گلیوں میں ”پاکستان مردہ باد“ کے نعرے لگتے؟ کیا ہماری قومی غیرت کا یہی تقاضا تھا کہ مزار شریف میں پاکستانی مجاہدین کو قتل کر کے ان کی لاشوں کو درختوں سے لٹکا کر ان پر رقص کیا جاتا؟ یہ وہ سوالات ہیں جو ہمارے حکمرانوں اور ان کے ہم خیال دانشوروں و نیم مذہبی لیڈروں کے ضمیروں پر دستک دے رہے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ لوگ ان کا کیا جواب دیتے ہیں۔

باقی جہاں تک طالبان کی پسپائی کا تعلق ہے اس کے بارے میں آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ اس کے پیچھے کون سے محرکات تھے۔ تاہم یہ بات طے ہے کہ ایک وقت آئے گا جب افغان عوام طالبان کے وضع کردہ جرائم و کرپشن سے پاک ”سنہری دور حکومت“ کو ضرور یاد کریں گے اور اس کے کچھ آثار تو ابھی سے ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ درندہ صفت افراد پر مشتمل ”شمالی اتحاد“ نے مزار شریف اور کابل میں داخل ہونے کے بعد تمام اخلاقی اصولوں اور ضابطوں کو پاؤں تلے روند ڈالا ہے۔ آئے روز نہتے و معصوم افغانی عوام کا قتل عام ہو رہا ہے۔ عورتوں کی بے حرمتی ہو رہی ہے جبکہ طالبان کے پانچ سالہ مثالی دور حکومت میں نہ کسی عورت کے دل میں عزت لٹنے کا خوف تھا اور نہ ہی عام لوگوں کے دلوں میں عدم تحفظ کا احساس تھا۔ یقیناً وہ وقت ضرور لوٹ کر آئے گا جب افغان عوام ایک بار پھر طالبان کو پکار پکار کر بلائیں گے۔ وہ وقت ضرور لوٹ کر آئے گا جب افغان عورتیں اپنی عزتوں اور عصمتوں کو بچانے کے لئے اپنے طالبان بھائیوں کو پھر سے پکاریں گی جبکہ اسلامی نظام عدل کے قیام کے علمبردار طالبان ان کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے فاتحانہ انداز میں پھر سے کابل میں داخل ہوں گے اور اپنے افغان عوام، عورتوں اور بچوں کو عالمی دہشت گردوں کے سرغنہ ”امریکہ“ اور اس کے ”وفادار غلاموں“ پر مشتمل درندہ صفت ”شمالی اتحاد“ کے چنگل سے آزاد کروائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ بقول شاعر

شب گریزاں ہو گی آخر جلوۂ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمۂ توحید سے

.....ورنہ ہم تمہیں پتھر کے زمانے میں پہنچا دیں گے!

فرعونِ وقت امریکہ نے کہا:

☆ اپنے فضائی اڈے ہمارے حوالے کرو۔
☆ اپنی فضائیں ہمارے حوالے کرو۔
☆ اپنی بندرگاہیں ہمارے حوالے کرو۔
☆ فلاں فلاں افراد کو ایٹمی اداروں سے فارغ کرو۔
☆ فلاں فلاں ایٹمی سائنسدانوں کو گرفتار کر لو۔
☆ فلاں فلاں فوجی افسروں کو فارغ کرو۔
☆ فلاں فلاں اداروں اور افراد کے اثاثے منجمد کرو۔
☆ اپنے ذرائع ابلاغ پر ”دہشت گردی، دہشت گردی“ کی رٹ لگاؤ۔
☆ مذہب (اسلام) کی بات مت کرو، صرف اپنے ملک (پاکستان) کی بات کرو۔
☆ آئی ایس آئی کی نکیل ہمارے ہاتھ میں دو۔
☆ جہاد کی باتیں کرنا چھوڑ دو۔
☆ کشمیر کی باتیں کرنا چھوڑ دو۔
☆ جہادی کیمپ بند کرو۔
☆ جہادی اور دینی تنظیموں پر پابندی لگاؤ۔
☆ اسلام کے نام لیواؤں کو پابند سلاسل کرو۔
☆ دینی مدارس کو بند کرو۔
☆ اتاترک کی طرح اپنے ملک میں اسلام کا حلیہ بگاڑ دو۔
☆ جس شخص کی طرف اشارہ کر دیں، اسے فوراً ہمارے حوالے کر دو۔
☆ اپنے سارے فوجی راز ہم پر کھول دو۔
☆ اپنا ایٹمی پروگرام بند کرو۔
☆ اپنے ایٹمی ہتھیار ہمارے کنٹرول میں دے دو۔
...... ورنہ ہم تمہیں پتھر کے زمانے میں پہنچا دیں گے۔

اور ہمارے حکمرانوں نے کہا:

آپ کے ہر فرمان کی تعمیل ہو گی۔ ہم آپ کے حکم کے غلام ہیں آقا!

(تحریر: شہزاد چوہدری)

ایک سوال

——— تحریر: عبدالوحید شمسی ———

کسی ضرورت کے تحت اگر کسی شخص کے سامنے اس کی موت کا ذکر کرنا مقصود ہو تو پہلے ایک جملہ یہ کہا جاتا ہے کہ ”دیکھئے صاحب! موت کا نام گالی نہیں“...... اور پھر اپنا مقصد بیان کیا جاتا ہے۔ اس وقت ہم اسی جملہ کا سہارا لے کر ایک سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔ اللہ نہ کرے، لیکن تھوڑی

دیر کے لئے یہ فرض کر لیجئے کہ آپ اچانک شدید بیمار پڑ جائیں اور ڈاکٹر حضرات تفصیلی معائنہ کے بعد یہ کہہ دیں کہ آپ کو ایک مہلک بیماری نے آن گھیرا ہے جس سے آپ زیادہ سے زیادہ تین ماہ تک جانبر ہوسکیں گے تو ......ایک مسلمان کی حیثیت سے آپ یہ تین ماہ کس طرح گزاریں گے؟ کیا آپ اپنی بقیہ زندگی میں کوئی تبدیلی لائیں گے یا جس طرح سے اب تک زندگی گزاری تھی اسی طرح گزارتے جائیں گے؟ اگر کوئی تبدیلی لانا چاہتے ہیں تو کیا؟

ایک سروے کے طور پر یہی سوال ہم نے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات سے کیا۔ قبل اس کے کہ ہم ان حضرات کے جوابات لکھیں' آپ کی توجہ قرآن مجید کی ایک آیت اور حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث کی طرف دلانے چاہتے ہیں۔ موت کے یقینی ہونے کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تین مقامات پر فرمایا: ﴿کل نفس ذائقة الموت﴾ یعنی ''ہر نفس نے موت کا مزا چکھنا ہے''۔ (آل عمران : ۱۸۵' انبیاء: ۳۵' عنکبوت: ۵۷)۔ سنن کبریٰ البیہقی کی ایک حدیث کا ترجمہ یوں ہے: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہے کو پانی سے زنگ لگتا ہے۔ پوچھا گیا کہ ''یارسول اللہ ﷺ! ان کی صفائی کی کیا صورت ہے؟'' فرمایا: ''موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا''۔ چنانچہ ایسے سوال پر غور کرنا موت کو یاد کرنے کا ایک انداز ہے۔ بہرحال' جوابات ملاحظہ فرمائیے:

☆ آپ کون ہوتے ہیں ہماری زندگی اور موت کا فیصلہ کرنے والے!

☆ کسی کی موت کے بارے میں اس طرح بات کرنے سے پہلے آپ کو کچھ تو سوچنا چاہئے۔

☆ آپ نے یہ کیا ڈرادینے والا موضوع چھیڑ دیا۔

☆ میں اس موضوع پر فی الوقت کچھ سوچنا بھی نہیں چاہتا کیونکہ ابھی مجھ پر بہت ذمہ داریاں ہیں۔

☆ ہم نماز پابندی سے نہیں پڑھتے تھے' اب باجماعت شروع کریں گے۔

☆ ہم روزے پابندی سے نہیں رکھتے تھے' سابقہ کوتاہی سے توبہ کر کے آئندہ روزوں کی پابندی کریں گے۔

☆ ہم استطاعت کے باوجود حج نہ کرسکے۔ صحت اور زندگی نے ساتھ دیا تو حج کرلیں گے ورنہ حج بدل کروالیں گے۔

☆ میں نے کبھی زکوٰۃ کی رقم پوری ادا نہیں کی۔ حساب کر کے زکوٰۃ کی ایک ایک پائی ادا کر دوں گا' بلکہ غریبوں اور مسکینوں میں کچھ اور رقم بھی بانٹ دوں گا۔

☆ ہم سود لیتے اور کھاتے تھے' اب یہ بالکل بند کردیں گے۔

☆ ہم نے بہت سے لوگوں کا حق مارا ہوا ہے' سب کو ان کا حق ادا کردیں گے۔

☆ میں نے قرآن کی طرف سے بہت غفلت برتی ہے۔ آج تک ایک مرتبہ بھی اسے سمجھ کر نہیں پڑھا۔ کوشش کروں گا کہ ایک بار تو شروع سے لے کر آخر تک مکمل پڑھ لوں۔

☆ ہم انتہائی شرمناک قسم کے گناہوں میں ملوث تھے' اب ان سے کنارہ کشی اختیار کرلیں گے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں گے۔

☆ ہم اپنا قیمتی وقت فضول قسم کے ٹی وی پروگراموں میں برباد کردیتے تھے۔ اب ان تمام خرافات کو نہ صرف خود چھوڑ دیں گے بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی ان سے دور رکھیں گے۔

☆ چند دوست احباب ہم سے ناراض ہیں' باوجود یہ کہ غلطی ان ہی کی ہے' پھر بھی ہم معافی مانگ لیں گے۔

☆ ہم داڑھی رکھ لیں گے اور خوب عبادت کریں گے۔

غرض ہر شخص کوئی نہ کوئی نیک عمل کرنے کا خواہش مند تھا یا پھر کسی غلط کام کو ترک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ ایک خاص بات یہ تھی کہ تمام حضرات کو اعمال کے نیک اور برے ہونے کا علم پہلے ہی سے تھا۔ یہ بات انتہائی سنجیدگی سے سوچنے کی ہے کہ جب ہم کسی عمل کو نیک سمجھتے ہیں تو کیوں نہ اس پر فوراً عمل کرنا شروع کردیں اور جب ہم کسی کام کو غلط سمجھتے ہیں تو کیوں نہ فوراً اس کو ترک کردیں۔ ہم کیوں کسی ایسی خبر کے انتظار میں رہیں کہ ہماری بقیہ زندگی کا عرصہ اتنا رہ گیا ہے!

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین کی تالیف

اسلام کے بنیادی عقائد

لائبریوں کے لئے مفت حاصل کی جاسکتی ہے

(لائبریری کے لیٹر پیڈ پر خط لکھئے)

نور اسلام اکیڈمی۔ پوسٹ بکس 5166 لاہور

وطن کی مٹی پکارتی ہے

(بیگم ڈاکٹر عبدالخالق)

وطن پرستی تمہیں مبارک خدا پرستی ہمارا ایماں — وطن کو ایماں بنانے والو! وطن کا بھی ہے خدا پہ ایماں
بتا رہی ہے وطن کی مٹی' پکارتی ہے وطن کی مٹی

کہ مجھ کو معبود کہنے والو! خدائے واحد کا خوف کھانا — کہ میری خاطر خدائے برحق' خدائے برتر کو بھول جانا
خدا کے بندے یہی تو ہے شرک' جس کو اقبال نے ہے جانا — یہ راز یوم اجل کھلے گا' پتہ تو سب کو وہاں چلے گا
میں خود گواہ ہوں وطن کی مٹی' پکارتی ہے وطن کی مٹی

مگر پریشاں ہوں مجھ پہ حاکم ہے' اے خدا یہ جو کلمہ گو ہے — کہ اس کے ہاتھوں کو تو نے اس پاک سرزمیں کا امیں بنایا
یہ وہ مشرف ہے اے خدایا! کہ جس کو اشرف کیا تھا تو نے — یہی وہ انساں ہے جس کے آگے ملائکہ کو جھکا دیا تھا
تو غمزدہ کہہ رہی ہے وطن کی مٹی پکارتی ہے وطن کی مٹی

یہی وہ انساں ہے جس کی خاطر 'عدو' کو لعنت زدہ کیا تھا — مگر یہ ابلیس سے بھی آگے ہے' تیرے دشمن کا ہم نوا ہے
یہ بندۂ بش ہے' عبدِ شیطاں کہ تیرا بندہ ہے اے خدایا! — یہ کیسا مسلم ہے جس نے تیرے بجائے مجھ کو خدا بنایا
وطن کی تجھ کو لگے گی پھر "آہ" پکارتی ہے وطن کی مٹی

میں اس خشیت سے کانپتی ہوں جو تیرا غصہ میں دیکھتی ہوں — کہ اس حکومت کی شامت آئی ہے جس نے تجھ کو 'وراء' کیا ہے
جئے گا کب تک' یہ مر کے آخر مرے گڑھے میں ہی آئے گا نا — تو کیا حشر میں کروں گی اس کا' بتاتے خود میرا کانپ جانا
یہ سہ دفعہ یومیہ ہے کہتی' پکارتی ہے وطن کی قبر کی مٹی

وہ سانپ بچھو ڈسیں گے اس کو ملک بھی دہشت زدہ کریں گے — پھر اس کو بھینچوں گی اس طرح سے کہ ہڈیاں ساری پیس دوں گی
جو روئے گا تو ہنسوں گی پھر میں' جو چیخے گا تو کہوں گی یہ میں — کیا تھا ظلم عظیم تو نے کروں گی ظلم عظیم اب میں
یہ تیرے ہاتھوں کی ہے کمائی' پکارتی ہے وطن کی مٹی

وطن پرستی کو کر کے اوپر' خدا پرستوں کو آزمایا — کہ تو نے چند ڈالروں کی خاطر خدا پرستی کو بیچ ڈالا
کہ تو نے اپنے ہی بھائی بندوں کو خود درندوں کے آگے ڈالا — تو میرے اوپر ہے اک بڑا بوجھ' بدنما داغ بے حسی کا
میں تیری ناصح ہوں' باز آجا پکارتی ہے وطن کی مٹی

یہ بنتِ اسرار کی دعا ہے قبول کرنا زمیں کا رونا — کہ اے خدایا! ہمیں بھی ان باغیوں سے تو بس بچائے رکھنا
خدایا ہم کو نجات دینا' پکارتی ہے وطن کی مٹی

country great. It is simply appalling to see that, at this very moment of opportunity, the US seeks to give second-hand justice to Taliban prisoners of war by subjecting them to an American military tribunal rather than allowing them a civilian trial. The US could hardly choose a more visible way to demonstrate its own lack of faith in the justice and anti-totalitarianism mantra.

Islam is proved to be totalitarian by linking it to the Taliban's rule. Once again, if Americans were honest with themselves and curious about the facts, they would quickly arrive at the conclusion that almost any political structure-particularly after 20 years of war and anarchy -- requires some instances in which the ruling power uses force to control the behaviour of its citizens. Democracy certainly does, especially in the US. Nobody who has lived there can deny that it is a deeply authoritarian country. The weapons wielded by its hundreds of agencies are frequently more painful and deadly than the sticks of the Taliban, and they are still employed disproportionately against minorities and the poor. Yet, Islam breeds totalitarianism.

Of course, the Taliban's rules came from religious scriptures, while the rules governing American police come from legislators elected with the help of corporate donations, and from the courts whose brand of justice has received such a rousing vote of confidence from President Bush. Again, the theory is that religious strictures are medieval and counterproductive, while the rules of secular authorities are more even-handed and intelligent -- to which one might reply, again, with the realities of American rates of crime, divorce, and litigation. Not even the Roman Empire or the Catholic Church, in the darkest centuries of their bureaucratic histories, ever employed remotely as many agents, cranking out so many laws, as the United States does today. Rarely, if ever, have the lawyers and judges enforcing any empire's laws been so overwhelmed and baffled by their complexities and inevitable contradictions; rarely have ordinary people had to wait so long, on average, for justice; rarely have the citizens of any nation been so afraid to speak freely (and yet so convinced that they enjoy freedom of speech) for fear of being attacked or sued.

This, unfortunately, is the mentality with which such a generation now approaches the accused of the Muslim World. Do Muslims say and do things the Americans find offensive? Then they must be punished. That is the face that America now presents to the world's Muslims. It is strange that the Western mindset toward Islam has changed so little since the Crusades. One can only hope that now, as then, wise Muslims in Baghdad and in other centres of Islamic culture will be able to remind Europeans, who had long since lost any consciousness of Aristotle, that not even he, a European, was entirely confident of the democratic system so much in fashion now. But perhaps American leaders sense this already; this might explain their eagerness to reinstall an old king in Afghanistan.

نکل جاتی ہے سچی بات...

"امریکہ یہودیوں کے زیر اثر ہے"

☆ اسرائیلی کابینہ کی میٹنگ میں شمعون پیریز نے اسرائیلی وزیراعظم اریل شیرون سے کہا کہ اگر آپ فلسطینیوں کے ساتھ جنگ بندی کی امریکی تجویز نہیں مانیں گے تو امریکہ اسرائیل کے خلاف ہو جائے گا۔ اس پر اسرائیلی وزیراعظم نے غضبناک ہوکر شمعون پیریز کو ان الفاظ میں جواب دیا:

"جب بھی ہم کوئی قدم اٹھاتے ہیں تو تم کہتے ہو کہ امریکہ یہ کردے گا وہ کردے گا...... میں تمہیں واضح الفاظ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسرائیل پر امریکی دباؤ کی کوئی فکر نہ کرو۔ ہم یہودی امریکہ کو کنٹرول کر رہے ہیں اور یہ بات امریکی بھی جانتے ہیں۔"

☆ ایک امریکی شہری ڈیویڈ ڈیوک کہتا ہے: "ہم مستقبل میں اپنے آپ کو دہشت گردی سے کیسے بچا سکتے ہیں؟ جب تک ہم دہشت گردی کے محرکات کا علاج نہیں کرتے اور امریکہ کو ایک بہتر راہ پر نہیں ڈالتے' ہر نیا میزائل اور بم جو ہم پھینکتے ہیں وہ دوبارہ ہمارے ہی اوپر آئے گا۔ خون کا ہر قطرہ جو ہم دوسرے ملکوں میں بہائیں گے وہ اندرون ملک اور بیرون ملک زیادہ امریکی خون کے ضیاع کا سبب بنے گا اور امریکہ بیش از پیش غیر یقینی اور خوف کی صورت حال سے دوچار ہوتا جائے گا۔ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کا واقعہ اس لئے پیش آیا کہ امریکی حکومت اور ذرائع ابلاغ پر وہ لوگ چھائے ہوئے ہیں جو یہودیوں کے مفادات کو امریکیوں کے مفادات پر ترجیح دیتے ہیں۔ جب تک اس غیر ملکی قوت کو ختم نہیں کیا جاتا اس وقت تک امریکی لوگ دہشت گردی کے بھوت کے خوف سے باہر نہیں نکل سکتے"۔

لاہور میں نماز تراویح کے ساتھ دورہ ترجمہ قرآن کے پروگرام

مترجم	مقام	نوعیت
۔جناب ڈاکٹر اسرار احمد	جامع القرآن (قرآن اکیڈمی) '36-کے' ماڈل ٹاؤن	مع نماز تراویح
ا۔جناب حافظ انجینئر عبداللہ محمود	دفتر تنظیم اسلامی لاہور (جنوبی) '866-این' سمن آباد	مع نماز تراویح
۲۔جناب اقبال حسین	مسجد نور' چوک مارکیٹ' گلستان کالونی' مصطفیٰ آباد	بعد نماز تراویح
ا۔جناب فتح محمد قریشی	مسجد انجمن خدام القرآن' اکیڈمی روڈ' والٹن	مع نماز تراویح
۔جناب نعیم اختر عدنان	آمنہ شادی ہال' شاہدرہ	مع نماز تراویح
۔جناب پروفیسر حافظ محمد اشرف	بیت الھدیٰ' 21 شجر راہ' نزد گیندا گلی' تاج باغ	بعد نماز تراویح
۔جناب نثار احمد خان	مونگیاں مسجد' مونگیاں سٹریٹ' سنت نگر	بعد نماز تراویح
۔جناب ڈاکٹر اسرار احمد (بذریعہ ویڈیو)	مکان نمبر ۳' گلی نمبر ۱۷' عمر دین روڈ' وسن پورہ	بعد نماز تراویح
۔جناب ڈاکٹر اسرار احمد (بذریعہ ویڈیو)	47-S' لارنس روڈ	بعد نماز تراویح
۔جناب طاہر اقبال	شیش محل گھاٹی' نزد اونچی مسجد' اندرون بھاٹی گیٹ	بعد نماز تراویح

کیبل ٹی وی نیٹ ورک کے ذریعے امیر تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمد کا دورہ ترجمہ قرآن بعد نماز عشاء ان علاقوں میں رہا ہے: گارڈن ٹاؤن' گلبرگ' کینٹ' ڈیفنس' والٹن روڈ' سانده' راج گڑھ' مزنگ' اقبال ٹاؤن' سمن آباد' اچھرہ' اندرون شہر' شاہدرہ' گڑھی شاہو' غازی آباد' گرین ٹاؤن' ٹاؤن شپ'

amic nations volunteering to be ɜ next Vietnam, the next theatre : a clash of big-power theories? ıe would think that the Western ɜdia would be seeking out ways in ıich to defuse the tension between ıam and the West. Sadly, this is ɪt the case. Much to the contrary, e media in the US and Europe ɪntinue to depict Islam as an "ism." is as though the same writers who ote about "godless Communism" the past are writing about Saudi abia and Afghanistan today. They ɜspise our godliness as much as ey despised godlessness of the ɪmmunists. Perhaps one cannot ‹pect better than this from a arket-driven press. It is not that e American public wants to hear ɔout Muslims mostly in the context terrorism, fundamentalism, holy ar, and other extremes. It is simply at the media addict them to hear ıch stuff.

ntil the American public gains a eater awareness of the world, it ill continue to support the anti-ɜmocratic urges of its power-ıngry leaders in media, politics and med forces. Mr Friedman knew ‹e other American leaders that the hah of Iran, for instance, was a ad ruler; the US saw the Iranians ɜmonstrating against him; and yet ɔmehow the US persuaded itself at all was well. A comparable tuation now exists in Saudi Arabia, ɟypt and Pakistan, and once again nerica is putting itself on the ong side of history under the ntext of fighting "totalitarian Islam." ıus, despite the good intentions of ts people, the United States ɔecomes a force for evil in the ɪrld.

ıe **American** media represents ıly a fraction of the weaponry that ɜ US employs in its new crusade gainst Islam. Military might is nother such tool -- not only when sed invasively, as in Iraq and fghanistan, but also as a shadow cross the entire Middle East. Will a alestinian boy live until tomorrow? depends in part upon the eaponry, possibly American in igin, used by the Israelis. Will aqi children obtain food? The ıswer to that may be no, if the merican naval forces blockade the ɔrts through which the country ight earn foreign exchange. Have audi rulers become corrupted by the funds proffered in exchange for allowing American military bases on their soil? If so, they would not be the first, nor will they be the last.

Islam is blamed to be totalitarian in nature if followed to the full extent. How much, really, does the average American media-person care about whether the rulers of a Muslim country display any concern for huddled masses, yearning to breathe free? If I say that most pro-Western governments in Muslim countries do not represent the beliefs and attitudes of a majority of their citizens, would the average American know whether that is true? Would he or she care? And if he or she knew, and cared, would that produce any visible change in American policies toward totalitarianism in the Muslim world? The evidence is pretty clear on all these questions.

Mr. Friedman's attempt to mislead the American public is not new. The situation in Afghanistan reminds us of the well-intentioned American boys, ignorant of the world at large, who believed they were fighting totalitarianism in Vietnam; and besides maiming themselves psychologically and physically, they also helped to destabilize Cambodia. Those well-intentioned boys were, in the end, the pawns who enabled a rogue government to seize power and to murder a million of their own citizens. At that late date, unfortunately, the American energy was spent, so that while tens of thousands died to ravage Vietnam, virtually none gave their lives to bring peace to Cambodia.

Similarly, America came out to wage a war on terrorism; moved on to eradicate the Taliban; and now plans to eradicate "totalitarian Islam." For the sake of eliminating a people, the US has once again destabilized the whole region. In Afghanistan, Washington's hypocrisy and the media's ignorance combine to give the world an image of a poor, benighted country badly in need of superior Western help, both material and philosophical. The tune is familiar; viewers have heard it before, and they will dance to it once again. Islamic Sudan is poor; it would be better off without its "totalitarian terrorists," and to prove this point the US will bomb a pharmaceutical plant that helps countless of those Sudanese poor stave off disease. Islamic Algeria is violent, the Americans know, but the part they won't hear is that perhaps, as they did earlier in Central America, they have implicitly supported the ruling butchers' totalitarianism as long as they do not threaten the US interests.

In short, it is Islam that keeps Muslim countries poor, totalitarian and violent. If other Third World nations, from the Caribbean to the Caucuses, are also experiencing poverty and violence, the West attributes that to their failure to achieve complete capitalist democracy, and everyone hopes they will someday come to be as smart and enlightened as the Americans are. Nobody blames their religion for that. But in the case of an Islamic nation, the discussion quickly degenerates to a patronizing imitation of concern for "those people." The concern is not real -- if it were, the world would have seen a decade of American assistance in Afghanistan.

Over the years, the US, not Islam, has demonstrated its willingness to buy totalitarians and betray the people in nations around the globe. It seems fairly certain that no other government or ideology in the history of the world has been so subversive. Unfortunately for America, this is the path of weakness. Make real friends, and they will be there when you need them; but if you rely on bribes and deception, you had better fear the day of reckoning. Afghanistan is a case in point. The warriors who have lately turned on America were once its allies against the Soviet Union. Plainly, they did not see a convincing and attractive demonstration of American principles of peace and justice, as distinct from American methods of war making.

Why should it be "totalitarianism" when, at long last, the peoples of Egypt and Pakistan remove the cruel dictators who could not rule over them without American support? One can only wonder whether advocates of war on Islam, like Thomas Friedman, must see a replay of Iran and Afghanistan in every Muslim nation, before Americans finally remember the principles that once made their

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan2@psh.paknet.com.pk)

A Misnomered War on Islam.

We live in the age of lies. The wealth of knowledge in the field of international relations and the number of people who enjoy rapid and easy access to it is unparallel in human history, and yet the foremost of all the forces that drive the world is falsehood. President Bush and Prime Minister Tony Blair told us more than a dozen times that they are attacking terrorism and its supporters. That may be. Many Muslims fear, however, that the alliance intends more than that. As the campaign unfolds, their fear is fast turning into reality as all the media, academic, political and military guns are directly targeting Islam to reduce it to merely a set of private rituals.

One of my non-combatant American friends, who does not believe in any religion, paraphrased my 1800-words article "Cry of the Muslim soul" into a 9000-words essay. Besides other contacts, he forwarded it to a combatant American, Thomas Friedman of the *New York Times*. Instead of giving a serious thought to the content, Mr. Friedman immediately came out with a total declaration of war on Islam in his November 27 article, titled "The Real War." The non-combatant American expressed his disappointment in the following words: "I used to think Friedman was the voice of wisdom. He's been pretty disappointing to me in the aftermath of September 11. Predictable, knee-jerk reactions."

I wish it were limited to knee jerk reactions. Instead what we observe is a total, albeit misnomer, war on Islam, in which Thomas Friedman is a frontline solider on the media front against Islam. He declares: "if 9/11 was indeed the onset of World War III, we have to understand what this war is about. We're not fighting to eradicate "terrorism." Terrorism is just a tool. We're fighting to defeat an ideology: religious totalitarianism. World War II and the cold war were fought to defeat secular totalitarianism - Nazism and Communism - and World War III is a battle against religious totalitarianism...," which he believes cannot be fought by armies alone; "it has to be fought in schools, mosques, churches and synagogues, and can be defeated only with the help of imams, rabbis and priests."

This is the daisey cutter of media arsenal filled with pure lies for creating rifts and confusion among the Muslims. Unlike Democracy, liberalism and Americanism, Islam is, undoubtedly, a code of life. However, there are no classes in Islam. Any war declared on "extremist" Islam is simply a war on Islam. Those who claim themselves to be "moderate" do not even know how to define "moderate Islam." The best example, suffice to end this confusion, is the description given by General Musharraf in his interview to Carla Power of the *Newsweek* (March 4, 2001). He said: "I'm a Muslim. [Gesturing at a general on a nearby couch] He's a Muslim. He may pray five times a day, and I may have a different approach, but the voices of the moderates are not heard." Leaving aside an obligation, for which the Holy Quran has instructed no less than 70 times, certainly is a "different approach," but definitely not a "moderate" Islam.

Just imagine the value of the least repeated Quranic injunctions in the eyes of self-proclaimed "moderates" to whom anything instructed 70 times is a trivial affair. Does it make Quran redundant for a "moderate" Muslim? Or does it mean "moderates" simply pick and choose from the Holy Quran what they like, and disregard what they don't? This partial approval of the Quran is not Islam at all. This example clearly shows that no matter how the West may label it, the Muslims, at the very least, have to follow the Holy Quran in full and any war declared on them under the label of fighting "totalitarianism" or "extremism" is a war on Islam.

Mr. Friedman's war is already on -- on all fronts. Jihad related verses from the Holy Quran have already been removed from school curriculum. Government officials are tightening the noose around religious institutions. Leaders of the religious parties are behind the bars. Banning religious organisations is already in progress. The *News* (November 28) reported on front page that a government plan and policy is "in offing to curb extremism in Pakistan" - without defining what actually extremism is all about. Does it mean that any one who criticises the government or its policies would be treated like Bush's doctrine that "he who is not with us is against us"?

In this complex world opinions vary widely. Requiring everyone to react the same is simply unrealistic. It is patently unfair for the Muslim and Western leaders to ignore the genuine grievances of the Muslim masses and simply overrule the root causes with a demand that, regardless of one's living conditions, one must either be "for" or "against" the American way of doing things. The Muslims most directly affected by the US policies have the right to reserve judgment without immediately qualifying as "totalitarians."

American analysts frequently speak as though Islam were a cult with a single purpose in mind. This attitude tends to encourage the thought that Muslims are "them" versus "us." Interestingly, the American opposition to Islam seems to have grown much more fierce in recent years. The Americans certainly found the world easier to understand when every nation seemed either "communist" or "free." Thus the so-called "rise of Islam" is something of a relief to the lonely experience of being a sole superpower. Now they know who the enemy is: now they can gear up for the next war. Islam has been rising for more than a thousand years, but suddenly -- as during the Crusades -- it has caught the attention of the West. Can anyone be surprised that Muslims are somewhat anxious about how Washington plans to handle this new ideological conflict? Are any

Vol
Regd.CPLNo.127
No.46
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

تحریک رجوع الی القرآن

جامع القرآن میں جشنِ قرآن

''جامع القرآن'' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا دورۂ ترجمۂ قرآن

نمازِ تراویح میں دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام کا ۱۹۸۴ء میں پہلی بار محترم ڈاکٹر اسرار احمد نے لاہور میں آغاز کیا۔ اس پروگرام کا مقصد یہ تھا کہ نمازِ تراویح کی ہر چار رکعت میں پڑھے جانے والے قرآن کریم کے اس حصہ کے ترجمہ کو مختصر تشریح کے ساتھ پہلے سمجھ لیا جائے تاکہ مقتدی جب امام کے پیچھے کھڑا ہو تو قرآنی آیات کا مفہوم اس کے قلب پر اثر انداز ہوتا چلا جائے اور یوں ماہ رمضان کے المبارک کی دوران حدیث نبوی ﷺ کے مطابق دن میں روزہ اور رات کے قیام کا کچھ حق ادا ہو سکے۔ سترہ برس قبل شروع ہونے والے اس پروگرام کو اللہ نے شرف قبولیت عطا کیا اور ملک کے طول و عرض کے علاوہ بیرونی ممالک میں بھی محترم ڈاکٹر صاحب کے بیسیوں شاگرد ہر سال یہ ذمہ داری نبھا رہے ہیں۔ نمازِ تراویح میں پڑھے جانے والے قرآن کریم کے ممکنہ حصوں کو پہلے سمجھ لینے کی اس کوشش کا عوام الناس میں قبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس سال ٹی وی پر ''آج کی تراویح'' اور کئی قومی اخبارات میں ''آج نمازِ تراویح میں کیا پڑھا جائے گا'' کے عنوان سے قرآنی آیات کا ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ لوگوں میں دوران تراویح قرآن فہمی کی اس تحریک کی اہمیت کا احساس اور شعور عام ہو رہا ہے۔

نمازِ تراویح کے دوران قرآن اکیڈمی میں جشن کا سماں ہوتا ہے

مرد و خواتین کی ایک بڑی تعداد شہر کے دور دراز علاقوں سے پروگرام میں شریک ہو رہی ہے

عوام الناس میں دوران تراویح قرآن فہمی کا شعور اجاگر ہو رہا ہے

امیر تنظیم اسلامی و صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے جب سے اس سلسلے کا آغاز فرمایا ہے آپ کی کوشش رہی ہے کہ اس ذمہ داری کو اپنی پیرانہ سالی اور ضعف کے باوجود دنیا کے کسی نہ کسی مقام پر خود بھی ادا فرماتے رہیں۔ اس سال قرآن اکیڈمی لاہور کی مسجد ''جامع القرآن'' میں یہ ذمہ داری آپ ہی نبھا رہے ہیں جبکہ نمازِ تراویح میں قرآن سنانے کی سعادت نائب امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کو حاصل ہوئی ہے۔ ہر چار رکعت نمازِ تراویح سے پہلے محترم ڈاکٹر صاحب ۴۵ منٹ میں قرآن کا ترجمہ و مختصر تشریح بیان فرماتے ہیں۔ آٹھ رکعت نمازِ تراویح کے بعد بیس منٹ کا وقفہ ہوتا ہے جس میں حسب روایت ادارے کی طرف سے شرکاء کی چائے اور بسکٹوں سے تواضع کی جاتی ہے۔ تقریباً ساڑھے بارہ بجے یہ پروگرام اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔

اس پروگرام کی اہم بات یہ ہے کہ اس سال حاضرین کی تعداد گزشتہ سالوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے۔ لوگ شہر کے دور دراز علاقوں سے اس پروگرام میں شرکت کے لئے آتے ہیں۔ مسجد کے پارکنگ ایریا کے علاوہ علاقے میں چاروں طرف گاڑیاں ہی گاڑیاں نظر آتی ہیں۔ مسجد کا وسیع و عریض ہال اور برآمدہ تنگیٔ داماں کا شکوہ کرتا نظر آتا ہے۔ گویا قرآن اکیڈمی کی مسجد میں آج کل ایک جشن کا سا سماں ہوتا ہے۔

قارئین ندائے خلافت کی دلچسپی کے لئے اس پروگرام کے چند شرکاء کے تاثرات ریکارڈ کئے گئے جو حسب ذیل ہیں:

محمد فاروق' بی ایس سی' اچھرہ لاہور

یہ بہت شاندار اور جامع پروگرام ہے۔ قرآن کا صحیح تصور پیش کیا جا رہا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ معیشت اور لیبر کے حوالے سے اسلام کا نقطہ نظر اور اہم پوائنٹس بھی زیر بحث آنے چاہئیں۔

انیل اقبال' لاہور (ایک سالہ کورس)

قرآن کا جامع تصور ایک ماہ میں حاصل کرنا کسی اور جگہ بہت مشکل ہے۔ کسی مسلک اور فرقہ وارانہ بحث میں پڑے بغیر ہمیں یہاں دین کا True تھیم مل رہا ہے۔ اس پروگرام کی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں ذہنی عیاشی نہیں ہو رہی بلکہ قرآن پر عمل کی دعوت مل رہی ہے۔

عدیم فیاض' ماہر تعلیم' اقبال ٹاؤن' لاہور

قرآن سے Related بہت سی نئی باتیں معلوم ہو رہی ہیں۔ بہت سے concepts واضح ہوئے ہیں۔ قرآن روزمرہ زندگی پر کس طرح Implement ہوتا ہے یہ پتہ چلا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا انداز کلام ایسا ہے کہ Attract کرتا ہے۔ آپ کے درس میں کسی ایک فرقے کی چھاپ نہیں ہے۔ اس بات نے مجھے سب سے زیادہ Attract کیا ہے کہ کسی ایک فرقے میں بند ہوئے بغیر بھی قرآن کی بات کو بین الاقوامی طور پر سمجھایا جا سکتا ہے۔ یہ اندازِ بیان پڑھے لکھے لوگوں کو logically بات سمجھانے میں بہت معاون ہو سکتا ہے۔ اس پروگرام کا سیٹ اپ بہت اچھا اور Systemise ہے۔ واقعتاً یہ دین کی بڑی خدمت ہے۔

سہیل اختر' اسسٹنٹ وائس پریزیڈنٹ حبیب بنک

میں کئی سالوں سے آ رہا ہوں۔ اس پروگرام میں وقت کی کمی کے باعث ڈاکٹر صاحب زیادہ تشریح نہیں کر پا رہے' تاہم بحیثیت مجموعی یہ پروگرام بہت مفید ہے۔

فخر اسلام' تاجر' لاہور

الحمدللہ بڑا اچھا پروگرام ہے۔ قرآن کے ترجمہ و تفسیر سے زندگی کے بہت سے حقائق کی سمجھ آ رہی ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب کا انداز بڑا دلنشین ہے۔

طلحہ علی خان' پراجیکٹ منیجمنٹ اینڈ ریسرچ' لاہور

میں روزانہ کینٹ سے آتا ہوں' رمضان میں اس سے بہتر کوئی اور پروگرام نہیں ہو سکتا۔ میری کوشش ہوتی ہے کہ کسی دن ناغہ نہ ہو۔ اس پروگرام سے متعارف ہونے سے پہلے میں آٹھ تراویح پڑھتا تھا' اکتاہٹ بھی بہت ہوتی تھی اور کچھ سمجھ نہیں آتا تھا کہ کیا پڑھا جا رہا ہے۔ لیکن اب الحمدللہ سمجھ آ رہا ہے۔ میری تجویز ہے کہ ڈاکٹر صاحب ہمارے ذہنوں میں پیدا ہونے والے سوالوں کے جواب دینے کا سلسلہ شروع کریں تو بہت بہتر ہوگا۔

محمد زبیر خان' ضلع باغ (آزاد کشمیر)

مجھے یہاں قرآن اکیڈمی میں دورۂ ترجمۂ قرآن میں شرکت کا موقع ملا۔ یہاں رمضان کے دنوں میں بلاشبہ جشن کا سماں ہوتا ہے۔ مجھے اس پروگرام کی بدولت اس بات پر مزید پختہ یقین ہوا کہ قرآن حکیم سرچشمۂ علم و حکمت ہے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے سے ہم دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔

(مرتب: فرقان دانش خان)

امیر تنظیم اسلامی **ڈاکٹر اسرار احمد** کا حالیہ

دورۂ ترجمۂ قرآن

انٹرنیٹ پر سنئے

ویب سائٹ ایڈریس: www.tazneem.org

☆ یہ ترجمہ قرآن شعبہ سمع و بصر قرآن اکیڈمی لاہور سے روزانہ انٹرنیٹ پر upload کیا جاتا ہے۔

☆ یکم رمضان سے لے کر آج تک کے تمام دروس ساعت کے لئے موجود ہیں۔

المعلن: آصف حمید ناظم شعبہ سمع و بصر

مرکزی انجمن خدام القرآن 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور